آلِ بیت علیہم السلام کے حقوق
شریعت کے آئینہ میں

تالیف

فضیلۃ الشیخ صالح بن عبداللہ الدرویش حفظہ اللہ

(القاضی بالمحکمة العامة بالقطیف)

ترجمہ و تلخیص

فضل الرحمن رحمانی ندوی مدنی

المدرس بالجمعیة الخیریة لتحفیظ القرآن الکریم بمحافظة جدة

تم إعداد هذا الكتاب بالتعاون مع:

موقع البرهان : *www.alburhan.com*

موقع العقيدة : *www.aqeedeh.com*

نام کتاب	:	اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام ومرتبہ
مصنف	:	فضیلۃ الشیخ صالح بن عبداللہ الدرویش
ترجمہ وتلخیص	:	فضل الرحمٰن رحمانی ندوی مدنی
ناشر	:	عقیدہ لائبریری www.aqeedeh.com
سال طبع	:	2010ء
تعداد	:	20ہزار

فہرست مضامین

مقدمہ کتاب

ان الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ، ونعوذبا للّٰہ من شرورانفسنا من وسیئات أعمالنا، من یھدہ اللّٰہفلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ، واشھدان لا إلہ إلا اللّٰہ واشھدان محمداً عبدہ ورسولہ، صلی اللّٰہعلیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً اما بعد

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے آل بیت کے چند حقوق رکھے ہیں جن کی بجاآوری ضروری ہے،انہیں بعض خصائص سے بہرہ ورکیا ہے جن کا لحاظ رکھنا ایک مؤمن کامل کا شیوہ ہے۔انہیں حقوق اورفضائل کی بجاآوری سے اہل سنت والجماعت اوران کے مخالفین کے درمیان فرق واضح ہوکر سامنے آجاتا ہے،اسی موقع سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی آشکاراہوکر منظرعام پرآجاتا ہے۔ یہ بدیہی امر ہے کہ اہل سنت والجماعت آل بیت رسول ﷺ کے حقوق کالحاظ رکھتے ہیں،ان کے حقوق کی بجاآوری میں بغیرکسی مبالغہ آرائی وغلوبازی اورافراط وتفریط کے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اوروہ اس سلسلہ میں کسی پس وپیش سے کام نہیں لیتے۔اس کے برعکس اہل سنت والجماعت کے مخالفین کا حال یہ ہے کہ وہ ان کی مخالفت میں ہاتھ دھوکر پیچھے پڑے ہوئے ہیں اورتال ٹھونک کراکھاڑے میں کود پڑے ہیں۔ اہل سنت والجماعت اوران کے مخالفین میں مابہ لاامتیازتو یہ ہے کہ ان کے مخالفین نے آل بیت نبی ﷺ کے حقوق کے بارے میں مبالغہ آرائی اورغلو بازی کی حد کردی ہے، حتی کہ انہوں نے ان کورب العالمین کے مرتبہ پرفائزکردیاہے(العیاذ باللہ)۔اس پرمستزادکہ جس

نے ان کی نہ مانی اس سے انہوں نے بائیکاٹ کیا، جنگ وجدال پر آمادہ ہوگئے اور ان سے کھلم کھلا عداوت کا اعلان کر دیا، حتی کہ ان کو ظالمین کی صف میں شامل کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر رسالہ کے ذریعہ سے امت مسلمہ کو آل بیت نبی ﷺ سے متعارف کروانے کی توفیق عطا فرمائے اور کسی مبالغہ آرائی اور غلط بیانی کے بغیر ان شرعی حقوق سے آگاہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین

❋......❋......❋

آل بیت علیہم السلام کی لغوی تعریف!

اہل زبان کہتے ہیں[اهل الرجل] تواس سے مرادکسی شخص کی اہلیہ ہوتی ہےاورعربی زبان میں)(تـاهل) سے مرادخانہ آبادی ہوتی ہے۔لغت کے امام خلیل نحوی کا اسی طرف رجحان ہے۔ ❶

علمائے لغت کے نزدیک (اہل بیت) سے مرادگھروالے،خاندانی رشتے دار،کنبے اور برادری والے ہوتے ہیں اور (اہل اسلام) سے مرادمسلمان ہوا کرتے ہیں جوکلمہ گواور دین اسلام کو ماننے والے ہوں۔ ❷

المقاييس فى اللغة" میں ہے کہ جب عربی زبان میں (آل) کہاجائے اس سے مراد(اہل بیت)ہوا کرتے ہیں،یعنی گھر والے کنبےاور برادری والے خاندانی رشتے داروغیرہ۔ ❸

ابن منظورلغوی تحریرفرماتے ہیں:(وآل الرجل اهله، وآل الله وآل رسوله اولياؤه، اصلها (اهل) ثم ابدلت الهاء همزة، فصارفى التقدير (أأل) فلماتوالت الهمزتان ابدلواالثانية الفاً):" ❹ یعنی (آل) سے مراداہل وعیال،خاندانی رشتے دارہوتے ہیں اور (آل اللّٰـه وآل رسول اللـه) سے مراداللہ والےاوررسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔(آل) اصلاً (أهل) تھا۔ کثرت استعمال کی وجہ سے (هـاء) کوہمزہ سے بدل دیا گیاتو(أأل) ہوگیا۔چونکہ اکٹھے

---

❶ ملاحظہ ہو: کتاب العین (۸۹/۱)۔

❷ ملاحظہ ہو: الصحاح (۱۶۲۸/٤) ولسان العرب (۲۸/۱۱)۔

❸ ملاحظہ ہو: المقاييس فى اللغة (۱۶۱/۱)۔

❹ ملاحظہ ہو: لسان العرب (۳۱/۱۱) ونحوه عن الاصفهانى فى المفردات فى غريب القرآن(ص: ۳۰)

دو ہمزہ باعث ثقل تھے اس لئے دوسرے ہمزہ کو الف مد سے بدل دیا تو (آل) ہوگیا۔

(آل) کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو صرف اور صرف مقام عزت وشرف کی طرف منسوب کر کے استعمال کیا جائے گا۔ کسی گھٹیا پیشے اور کم تر شعبے کی طرف نسبت کر کے اس کلمہ کو استعمال نہیں کیا جائے گا، لہٰذا (آل حـــائك) کہنا لغوی طور پر درست نہ ہوگا، لیکن اس کے برخلاف (اهـل) ہر شخص کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے، چنانچہ (اهـل حـــائك) کہنا درست ہوگا۔

(بیت الرجل) سے مراد آدمی کا گھر، اس کا محل اور مکان وغیرہ ہوتا ہے، لیکن مطلقاً (البیت) کہا جائے تو فوراً یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اس سے مراد (بیت اللّٰـه) یا (کعبة اللّٰه) ہے، کیونکہ مؤمنین کے دل مارے شوق کے بیت اللہ کی طرف کھنچتے چلے جاتے ہیں۔ بلا شبہ اللہ کے گھر میں ہی دلوں کے لئے راحت وسکون کا سامان مہیا ہے، وہیں دلوں کو قرار آتا ہے، کیونکہ بیت اللہ ہی مسلمانوں کا قبلہ وکعبہ ہے، اگر چہ زمانۂ جاہلیت میں (اهـل بیـــت) سے سُکّان بیت اللہ مراد لئے جاتے تھے۔ اس سے مراد (قریش کا قبیلہ) تھا، لیکن اسلام کے آجانے کے بعد (اهـل بیـت) سے آل رسول ﷺ مراد لیا جانے لگا، چنانچہ اب (اهل بیت) سے مراد آل رسول ﷺ ہی ہوں گے۔ [2]

............*

---

[1] ملاحظہ ہو: النهاية لابن الاثير (١/ ١٧٠)۔

[2] ملاحظہ ہو: المفـردات فی غـریـب القـرآن (ص: ٢٩) شیخ الاسلام علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب (جلاء الافهام فی فضل الصلاة والسلام علیٰ خیرالانام میں اس بارے میں تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ طلاب علم کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ خاص طور سے جس نے اس کی تحقیق کی ہے ان کے لکھے ہوئے مقدمہ کی طرف ضرور رجوع کرنا چاہئے۔ کیونکہ انہوں نے اس میں اس موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کے ناموں کی فہرست بھی تحریر فرما دی ہے۔ اس موضوع پر یہ خدمت علماء اہل سنت والجماعت بھر پور اہتمام کی غماز ہے۔

اصطلاح میں آل بیت علیہم السلام کون لوگ ہیں؟

آل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس سلسلہ میں علمائے امت کے مختلف اقوال ہیں۔ جن میں سے چند مشہور اقوال درج ذیل ہیں:

۱: آل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ وخیرات حرام قرار دے دیا گیا ہے، اور یہی جمہور کا قول ہے۔

۲: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واولاد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بطور خاص آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گردانا جاتا ہے۔ یہ موقف ابن عربی نے اختیار کیا ہے [1] اور اسی کو راجح قرار دیا ہے اور اس قول کی طرف بعض ان لوگوں کا بھی میلان ہے جو ازواج مطہرات کو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج قرار دیتے ہیں۔

۳: قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں شامل ہے [2] اس قول کو شافعیہ میں سے امام نووی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے [3] اور حنابلہ میں سے مرداوی نے اس کو اپنایا ہے۔ [4]

---

[1] ملاحظہ ہو: احکام القرآن (٦٢٣/٣)۔

[2] الغت کے امام نشوان حمیری جو زبان وادب کے ثقہ عالم تھے انہوں نے اس قول کی تائید میں یہ اشعار کہے ہیں

آل النبي هم اتباع ملته من الأعاجم والسودان والعرب

لو لم يكن آله الا قرابته صل المصلي على الطاغي ابی لهب

ترجمہ: بلاشبہ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو عرب وعجم اور سوڈان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین لوگ ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کو ہی آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم گردانا جاتا تو سرکش اور باغی ابولہب درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے۔

[3] ملاحظہ ہو: شرح صحیح مسلم (٣٦٨/٤)۔

[4] ملاحظہ ہو: الانصاف (٧٩/٢)

۴: امت محمدیہ میں سے متقی اور پرہیز گار لوگ ہی اہل بیت کے زمرے میں شامل ہیں۔

مذکورہ تمام اقوال میں سے راجح پہلا قول ہے اور جمہور کا بھی یہی متفقہ فیصلہ ہے۔(لہٰذا ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کون لوگ ہیں جن پر شرعاً صدقہ وخیرات کوحرام قرار دیا گیا ہے؟)

اس سلسلہ میں علمائے امت کے راجح قول کے مطابق اس سے مراد بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب خاندانی اعتبار سے ایک ہی ہیں گویا کہ چنے کے دو دیول ہیں، مگر بعض علماء نے اس حکم کو بنی ہاشم کے ساتھ خاص کر رکھا ہے اور بنی عبدالمطلب کو اس حکم سے خارج قرار دیا ہے۔

اہل تشیع کے نزدیک آل بیت علیہم السلام کا مفہوم

(۱) جمہور شیعہ حضرات کی رائے میں آل بیت سے مرادوہ پانچ لوگ ہیں جن کو آپ ﷺ نے اپنی ردائے مبارک میں داخل کیا اور جن کے بارے میں آیت تطہیر نازل ہوئی تھی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب:۳۴)

اس سے مراد حضرت محمد ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا، حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ، ہیں رداء والی حدیث میں ان کا ذکر تک نہیں ہے اور وہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (۲) اثنا عشریہ نے اصحاب رداء کے زمرے میں اپنے بارہ اماموں کو بھی شمار کیا ہے حالانکہ اصحاب

نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کو باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے جسد اطہر پر کالے اون سے بنی ہوئی ریشمی چادر تھی۔ اسی اثناء میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی چادر میں داخل فرمالیا۔اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف

لائے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں داخل فرمایا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں داخل فرمایا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی ردائے مبارک میں جگہ عطا فرمائی اور فرمایا:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۴) [1]

شیعہ اثنا عشریہ امہات المؤمنین آل بیت (علیہم السلام) کے زمرے سے خارج سمجھتے ہیں۔ [2]

اپنے اس زعم باطل میں مذکورہ آیت تطہیر کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ ہم ان کے اس عقیدۂ باطل کا یوں جواب دیتے ہیں کہ آیت کریمہ میں سرے سے حصر ہے ہی نہیں، جس کی بنیاد پر شیعہ حضرات یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ازواج مطہرات اہل بیت کے زمرے سے خارج ہیں۔

اس کا جواب یہ بھی ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ کے سیاق وسباق پر غور وخوض سے یہ بات عیاں ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ آیت کریمہ میں اھل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں، جن کو امہات المؤمنین کے پاکیزہ خطاب سے بھی نوازا گیا ہے اور آیت کریمہ کا سیاق وسباق بھی اسی کا متقاضی ہے، کیونکہ آیت تطہر سے قبل اور بعد والی آیت میں امہات المؤمنین ہی سے خطاب کیا گیا ہے سے۔ ضمن میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا یُتْلٰى فِیْ بُیُوْتِكُنَّ﴾ (الاحزاب: ۳۴)

فریق مخالف کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ آیات میں ضمیر مخاطب مذکر کا ورود اس بات کی دلیل ہے کہ امہات المؤمنین اہل بیت میں شامل نہیں ہیں، لہٰذا آیات مذکورہ میں "عنکم" اور "یطھرکم" جیسی ضمائر مذکر کا استعمال ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ امہات المؤمنین "اھل بیت" کے زمرے سے خارج ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم، ح: ۲۴۲۴

[2] ملاحظہ ہو: شرح الزیارۃ الجامعۃ لعبداللہ شبر (ص: ۱۲۷۔ ۱۲۸)۔ والامام جعفرالصادق(ع) لعبد الحلیم الجندی (ص: ۷۳)۔ مودۃ اھل البیت علیھم اسلام۔ مرکزالرسالۃ (ص: ۲۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ایک ہی جملہ میں مذکر ومؤنث کا اجتماع ہو جائے تو وہاں ''تـغلیباً''، ضمیر مذکر کی استعمال ہوگی اور اس موقع سے صیغۂ مذکر ہی کا ذکر کیا جائے گا اور مؤنث کو اس کے تابع سمجھا جائے گا، لہٰذا اس قاعدہ کے اعتبار سے آیت مذکورہ اپنے عموم پر برقرار ہے، اس میں تمام ''آل بیـــــت'' داخل ہیں مگر ''تغلیبا'' صیغۂ مذکر لا گیا ہے۔ [1]

اس کے باوجود بھی اگر شیعوں میں فرقہ اثنا عشریہ اس آیت کو مقید ماننے پر مصر ہے اور مذکر مخاطب کی وجہ سے امہات المؤمنین، ازواج مطہرات کو ''آل بیت'' کے زمرے سے خارج کرنے پر تلا ہوا ہے تو ہم الزامی طور پر ان سے یہ کہیں گے کہ

ا: انہوں نے اپنے بیان کردہ استدلال کی مخالفت کر کے اپنے منہج سے روگردانی کی ہے، بایں طور کہ وہ خود اس آیت کریمہ میں اپنے قول کے مطابق عدم حصر کی تطبیق کے مرتکب ہو چکے ہیں، کیونکہ انہوں نے اصحاب رداء کے ساتھ اور لوگوں کو بھی اس ضمن میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ بارہ امام بھی اس زمرے میں شامل ہیں۔ یہاں ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ انہوں نے نص کے بغیر کیسے ائمہ اثنا عشریہ کو اس زمرے میں شمار کر لیا ہے؟ کیا ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت موجود ہے؟

---

[1] عربی زبان میں اس طرح کی ترکیب کا جواز موجود ہے، اور قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے، چنانچہ سورۂ ھود میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَ اَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا﴾ (هود:٧٢) پھر اسی سیاق میں اگلی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (هود:٧٤) آیت مذکورہ میں مؤنث سے مذکر کی طرف خطاب کا رخ بدلتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کی رعایت کرتے ہوئے ''علیکم''، ضمیر مخاطب کی استعمال کی گئی اور اس خطاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی تغلیبا داخل ہیں۔ مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں اگرچہ خطاب مذکر ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ شیعوں نے صرف حضرت فاطمہ کو اس عموم میں داخل کیا ہے، تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ تم نے خطاب مذکر کے تحت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تو اس عموم میں داخل کر لیا اور ان کے علاوہ دوسروں کو خارج کر دیا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ سے تمہارا دعویٰ خود بخود ٹوٹ گیا اور خود تم اپنے دعوے سے روگردانی کا شکار ہو گئے!

۲: ہم ان سے یہ بھی کہنے کے مجاز ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ۹ بیٹوں تک آل رسول ﷺ کو محصور کر دیا ہے یہاں پر ہمارا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا صرف یہی لوگ آل رسول ﷺ کہلانے کے مستحق ہیں؟

اگر ایسا ہی ہے تو نبی کریم ﷺ کے چچاؤں کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟ بڑی حیرت کی بات ہے کہ آپ ﷺ کے وہ چچا جن کو اسداللہ اور اسد رسول اللہ ﷺ کا خطاب ملا، جو شہدائے احد میں سے ایک ہیں، جن کو غزوۂ بدر کے جانباز سپاہی ہونے کا شرف حاصل ہے، جن کی شہادت پر نبی کریم ﷺ نے بڑے گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا تھا اور آپ ﷺ نے جن کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: ''حمزہ رضی اللہ عنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو شہیدوں کی سرداری کی خلعت سے نوازے جائیں گے۔'' [1] ان کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟

اسی طرح حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟ یہ وہی عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں جو فتح مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور غزوۂ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ہم رکاب تھے، جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں'' [2] اور مزید فرمایا ہے ''اے لوگو! جس شخص نے میرے چچا کو اذیت اور تکلیف پہنچائی گویا کہ اس نے مجھ کو اذیت اور تکلیف پہنچائی، کیونکہ چچا باپ جیسا ہوتا ہے یا باپ کے ہم پلہ ہوتا ہے''۔ [3]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائیوں کو کس زمرے میں شمار کیا جائے گا؟ کیا

---

[1] الحاكم فی المستدرك (١/١٣٠)۔

[2] الترمذی (٣٧٥٩)النسائی (٨/٣٣)۔

[3] الترمذی (٣٧٥٨)، احمد (٤/١٦٥)۔

جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو بڑے فضائل ومحاسن اور کارناموں کے حامل ہیں، جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ''جعفر رضی اللہ عنہ اخلاق وکردار اور شکل وصورت میں میرے مشابہ ہیں۔'' [1] حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ایک ہیں اور آپ کا شمار حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سرفہرست ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حبشہ ہی میں رہے جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت نہ کرلی اس کے بعد فتح خیبر کے موقع پر آپ بھی ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپ کی آمد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی خوشی اور مسرت ہوئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسرت وشادمانی کا اس موقع پر اظہار بھی فرمایا تھا، اُن کے استقبال کے لئے والہانہ طور پر کھڑے ہوگئے تھے اور ان کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ بھی دیا تھا۔

یہ وہی جعفر ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نائب سپہ سالار بنا کر روانہ فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا اور بڑی پامردی کے ساتھ اس جنگ میں اپنی جنگی قوت کا مظاہرہ کیا تھا۔ آپ میدان جنگ میں پوری مستعدی کے ساتھ اسلام کا دفاع کرتے رہے حتی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کٹ کر گر گئے مگر آپ رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال میں ذرّہ برابر بھی لغزش نہیں آئی جب تک کہ جام شہادت نوش نہ فرمالیا۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنتی بازوؤں سے نوازا، اسی لئے شہادت کے بعد آپ کو طیار کے لقب سے موسوم کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جب خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا صدمہ پہنچا اور فرط غم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نڈھال ہوگئے اور فرمایا: ''کل میں نے جنت کی سیر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جعفر (رضی اللہ عنہ) ملائکہ کے ساتھ جنت میں اُڑ رہے ہیں۔'' [1]

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ''آج رات جعفر (رضی اللہ عنہ) کا میرے پاس سے گذر ہوا تو کیا

---

[1] صحیح البخاری (ح: ۲۵۵۲)

دیکھتا ہوں کہ جعفر (رضی اللہ عنہ) کے دونوں پَر خون سے رنگین ہیں اوران کا دل سفیدی مائل ہے۔ ❷

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے چند مناقب کا یہ تذکرہ تھا جوان کی جلالت شان کی بین دلیل ہیں،اورآپ کی علومرتبت کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔

کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی جلالت شان کا انکار کیا جاسکتا ہے؟ آپ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے لئے علم وفضل کے اعتبار سے مستند عالم دین اورترجمان قرآن ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کو علم وفضل میں باکمال ہونے کی وجہ سے علم کا بحر ناپیدا کنار کہا جاتا ہے۔اوردین کی فہم وفراست میں بے مثال ہونے کی وجہ سے بحرامت کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔آپ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں ایک طویل عرصہ رہے،اسی لئے نبی کریم ﷺ نے آپ کے لئے " تفقّه فِی الدِّین " کی دعافرمائی کہ''اے اللہ علم تفسیر میں ان کو دسترس عطافرما۔'' علاوہ ازیں آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں شرکت کی سعادت بھی حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ کی قدرومنزلت کا بڑے بڑے صحابۂ کرام اورتابعین عظام نے اعتراف کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائیوں میں سے ابوسفیان بن الحارث بھی ہیں جن کوغزوۂ حنین میں سپہ سالاری کا شرف حاصل ہے۔کیا ان کو شیعان اثناعشریہ بھول گئے ہیں یہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے دیگر چچازاد بھائیوں کا ان کے ہاں کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔

اہل تشیع کے اس فرقہ نے نبی کریم ﷺ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آل اولاد کی بھی پرواہ نہیں کی اورانہیں بھی درخوراعتنا سمجھا۔مثال کے طور پر شہید کوفہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ اوران کی آل اولاد کا بھی تذکرہ کرنا انہوں نے گوارہ نہ کیا۔

اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آل واولاد کہاں ہے؟ کیا ان کے حقوق کو بالکل

---

❶ الحاکم فی المستدرك (٣/٢١٧)، والطبرانی فی الکبیر (٢/١٠٧)۔

❷ الحاکم فی المستدرك (٣/٢٣٤)

نظر انداز کر دیا گیا؟ اور کیا اس فرقہ شیعہ کے نزدیک مذکورہ لوگ آل بیت کے زمرے میں شامل نہیں ہیں؟ ان کے نزدیک یہ لوگ آل بیت کے زمرے میں شامل نہیں ہیں تو ان کو کس بنیاد پر آل بیت کے دائرے سے خارج کیا گیا ہے؟ اس کے علاوہ اسی قسم کے بہت سے سوالات ہیں جو اثنا عشریہ فرقہ سے جواب کے متقاضی ہیں۔ اگر ان کے پاس اس کا کوئی معقول جواب ہے تو وہ اس میں سستی یا کنجوسی کی خطا نہ کریں۔

بعض اثنا عشریہ فرقہ میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ''آل بیت رسول ﷺ'' کو ۱۲ تک محصور کرنا بیجا بات ہے، کیونکہ یہ لوگ تو ائمہ معصومین ہیں اور جہاں تک (آل بیت) کے مفہوم کا تعلق ہے تو وہ اس سے زیادہ کا جامع ہے، لیکن انہوں نے (آل بیت) کے مفہوم کو بہت سی قیود سے مقید کر دیا ہے [1] جو شخص بھی ان صفات سے متصف ہو وہ ان کے بقول آل بیت کے دائرے میں داخل سمجھا جائے گا۔ یہ بات ان کی بعض کتابوں تک ہی محدود ہے بلا شبہ حقیقت تو وہی ہے جو روزمرہ کے مشاہدہ میں ہے، جس کا ہم روزانہ چشم بینا سے مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، لیکن جہاں تک ان کی قیود وحصر کی بات ہے تو وہ صرف کتابوں کے اوراق تک محدود ہے، اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آل بیت رسول ﷺ کے سلسلہ میں اہل سنت والجماعت اور ان کے مخالفین کے درمیان بہت زیادہ تضاد پایا جاتا ہے۔ فرق کے تناسب کا اندازہ لگانا ایک دشوار کن مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی سمجھ عطاء فرمائے۔ (آمین)

---

[1] ملاحظہ ہو: اهل البيت فى الكتاب والسنة، لمحمد الريشهرى۔

قرآن وحدیث میں
آل بیت کے فضائل ومناقب

قرآن حکیم کی روشنی میں فضائل ومناقب

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اہل بیت کی شان، قدرومنزلت اور رفعت درجات کے متعلق اسی طرح ان کو گندگی اور آلوگی سے پاک کرنے کے بارہ میں بھی قرآن میں متعدد جگہ واضح بیان موجود ہے۔

آل بیت رسول ﷺ کی فضیلت، شان، ان کی عظیم الشان قدرومنزلت اور ان کے عزوشرف کے گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف ہونے کے سلسلہ میں متعدد جگہ پر قرآن کریم میں آیات کا ورود ہوا ہے اور جابجا نصوص کا نزول ہوا ہے، نیز ان کی قدرومنزلت کو قرآن میں وضاحت کے ساتھ بیان کردیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اسے دوسری طرف رکھیں، ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (الاحزاب:۳۳)

’’اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو، قدیم جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو، نماز قائم کرتی رہو زکوۃ ادا کرتی رہو اور اللہ اس کے رسول کی اطاعت گزاری میں لگی رہو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور کردے اور

تمہیں پاک باز بنا دے۔‘‘

آیت مذکورہ آل بیت رسول ﷺ کے مناقب وفضائل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ’’اھل بیت رسول کو‘‘ عز وشرف کی اوج ثریا پر فائز فرمایا ہے اور ہر طرح کی گندگی اور آلودگی سے پاک کر دیا ہے اور ان سے ہر قسم کی غلاظت کو کھرچ کر پھینک دیا ہے چاہے وہ گندگی کسی قبیل سے ہی کیوں نہ ہو۔مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آل بیت رسول ﷺ کو ہر قسم کے افعال خبیثہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک وصاف رکھا ہے چنانچہ صحیح مسلم [1] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

’’نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کو باہر تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے جسد اطہر پر کالے اون سے بنی ہوئی ریشمی چادر تھی ، اسی اثناء میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو اس چادر میں داخل فرمالیا، اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی چادر میں جگہ مرحمت فرمائی، اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنی ردائے مبارک میں جگہ عنایت فرمائی اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی چادر میں داخل کیا پھر فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب:۳۳)

’’اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے وہ ہر قسم کی گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے‘‘

(۲) آل بیت رسول ﷺ کی فضیلت پر دلالت کرنے والی نصوص میں سے ایک آیت مباہلہ بھی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم (ح: ٢٤٢٤)۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ○﴾ (آل عمران:٦١)

''جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس بارے میں کٹ حجتی کرے اور جھگڑے پر آمادہ ہو تو آپ اس سے کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اپنی اپنی عورتوں کو اور خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کی بددعا کریں۔''

مذکورہ آیت کریمہ میں اصحاب رداء کی عظیم الشان فضیلت اور کمال درجہ منزلت کا بیان ہے اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے جب آیت مذکورہ ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ﴾ (آل عمران: ٦١) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا کر فرمایا:

''اے اللہ تو گواہ رہ! یہ میرے اہل بیت ہیں''

احادیث کی روشنی میں فضائل ومناقب

احادیث نبویہ میں بھی آل بیت رسول کے مناقب وفضائل کثرت سے بیان ہوئے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(ا)......حدیث غدیر:

صحیح مسلم میں یزید بن حیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضری کا عزم کیا، جب ہم ان کے روبرو بیٹھ گئے تو حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اے زید رضی اللہ عنہ آپ نے خیرات وبرکات کی برکھا برستے دیکھی ہے اور آپ اس سے بخوبی محظوظ بھی

ہوئے ہیں، آپ کی آنکھیں رسول اللہ ﷺ کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئی ہیں، اورآپ نے زبان نبوی سے احادیث مبارکہ کی سماعت بھی فرمائی ہے، آپ کو نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں غزوات میں شرکت کا موقع بھی ملا ہے اور آپ تو ان خوش نصیبوں میں ایک ہیں جن کو نبی کریم ﷺ کی امامت میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہے، اس لئے بلاشبہ اے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آپ نے خیرات وبرکات سے بخوبی اکتساب فیض کیا ہے تو اے زید رضی اللہ عنہ ہماری آپ سے یہی التجا ہے کہ آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جس کو براہ راست آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہو۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا میرے عزیز میں کبرسنی کا شکار ہو چکا ہوں، بڑھاپا مجھ پر سایہ فگن ہے، جس کی وجہ سے میں نے نبی کریم ﷺ سے جو کچھ سن کر یاد کیا تھا وہ میری یادداشت سے مضمحل ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں، پھر بھی جو کچھ میں تم سے بیان کروں اس کو غنیمت جانو اور جو میرے بس سے باہر ہے اس کے لئے مجھے مجبور نہ کرو۔ پھر ارشاد فرمایا:

ایک دن نبی کریم ﷺ خم نامی چشمہ پر تشریف لائے جو کہ مکہ مدینہ کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ وتلقین کے بعد ارشاد فرمایا:

''لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ میرے رب کا فرشتہ میری رخصتی کا پروانہ لے کر آجائے اور میں اپنے رب کے بلاوے پر اس سے ملاقات کی غرض سے چلتا بنوں، لیکن میں تمہارے درمیان بھاری بھرکم چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ان میں ایک کتاب اللہ ہے، جس میں نور ہی نور ہے، لہٰذا کتاب اللہ کو لے لو اور اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔''

آپ نے کتاب اللہ پر عمل کی طرف توجہ دلائی اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی ترغیب دی اس کے بعد فرمایا کہ:

''میں تمہارے درمیان اپنے اہل بیت کو چھوڑے جارہا ہوں، میں اپنے اہل بیت

کے بارے میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔" الحدیث۔ [1]

اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں

اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں

حدیث مذکور میں اہل بیت رسول ﷺ کی فضیلت واہمیت کا واضح طور پر بیان موجود ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اہل بیت کو دو نفیس اور قیمتی چیزوں کے ضمن میں شمار کر کے ان کی اہمیت اور فضیلت کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔قرآن کریم پر مضبوطی سے جمے رہنے اور اس پر عمل کرنے میں کوتاہی نہ کرنے کی وصیت کے ساتھ ضم کر کے بیان فرمایا۔ یہ بات آل بیت رسول ﷺ کی قدرومنزلت کی وضاحت کرتی ہے، ان کے حقوق کی عظمت کی طرف اشارہ کرتی ہے، ان کے عزوشرف کی بھرپور غمازی کرتی ہے اور ان کے مقام ومرتبہ کی بلندی کو بیان کرتی ہے۔

(۲)......حدیث اصطفاء:

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح جامع میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا ہے، آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے بنو کنانہ کو چنا ہے، بنو کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا ہے، قبیلہ قریش میں بنو ہاشم کو منتخب فرمایا ہے اور قبیلۂ بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا ہے۔" [2]

یہ حدیث بنو ہاشم کی فضیلت کی بین دلیل ہے اور خصوصاً بنو ہاشم میں سے نبی کریم ﷺ کی عظمت شان اور اس سلسلہ میں آپ ﷺ کی منفرد حیثیت ہونے کی بھرپور غمازی کرتی ہے۔

---

[1] صحیح مسلم (ح: ٢٤٠٨)

[2] صحیح مسلم (ح: ٢٢٧٦)

(۳)......احادیث درود:

امام احمد رحمہ اللہ نے مسند میں اپنی سند کے ساتھ کسی صحابی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ وہ اس طرح درود بھیجا کرتے تھے:

”اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اھل بیته، وعلیٰ ازواجه وذریته، کما صلیت علیٰ آل ابراهیم انك حمید مجید وبارك علیٰ محمد، وعلیٰ اھل بیته، وعلیٰ ازواجه وذریته کما بارکت علیٰ آل ابراهیم انك حمید مجید“

”اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے اہل بیت، ان کی ازواج مطہرات اور ان کی ذریت پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی۔ بلاشبہ تیری ذات حمد سے متصف ہے اور تو ہی مجد وشرف والا ہے۔ اے اللہ! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کے اہل بیت پر، ان کی ازواج مطہرات پر اور ان کی آل اولاد پر اپنی خیر وبرکت کی برکھا برسا جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برسائی تھی، بلاشبہ تیری ہی ذات حمد وستائش کی مستحق ہے اور تو ہی بڑائی وبزرگی والا ہے۔“

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”اس دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات، اپنی اولاد اور اپنے اہل بیت کو جمع کر دیا ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل بیت کا اس مخصوص انداز میں تذکرہ کیا ہے کہ ان کے آل بیت ہونے کی تعیین کا جو مسئلہ چلتا ہے اس کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ حقیقت میں یہی لوگ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کو کسی صورت میں آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرے سے خارج نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ درحقیقت یہی لوگ آل بیت رسول کہلانے کے مستحق ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اس شرف سے نوازا گیا ہے، بلاشبہ ان کو اس بات کا بھرپور حق حاصل ہے کہ ان کو آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کہا جائے، جس کی طرف حدیث مذکور میں خاص طور پر ''حکم عام عطف'' کر کے ان کی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو آل رسول ﷺ کی قدرومنزلت کی غماز ہے۔ درود مذکور میں عام کا ذکر کرنے کے بعد تخصیص سے اس بات کا بھی بخوبی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ تمام کے تمام افراد جن کی اس میں تخصیص کی گئی ہے وہ اس عموم کی وجہ سے خصوصی طور پر آل بیت رسول ﷺ کہلانے کے مستحق ہیں۔ [1]

اقوال سلف کی روشنی میں فضائل اہل بیت کا بیان

آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے وارد آثار واقوال حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس مختصر سے کتابچہ میں تمام اقوال وآثار کو جمع کرنا ممکن نہیں ہے تاہم ان میں سے چند اقوال وآثار کو ذکر کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے کیونکہ عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''محمد ﷺ کو اہل بیت کے آئینہ میں دیکھو'' [2]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''قسم اس ذات اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ رکھنا اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔'' [3]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم جس دن تم نے اسلام قبول کیا اس دن میرے نزدیک تمہارے اسلام لانے سے بڑھ کر کوئی چیز باعث مسرت نہ تھی۔ بلا شبہ وہ میرے باپ خطاب ہی کا اسلام کیوں نہ ہوتا اگر وہ اسلام قبول کر لیتے، کیونکہ خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ تمہارے اسلام کے نبی کریم ﷺ خواہاں تھے۔ [4]

---

[1] جلاء الافهام (ص: ۳۳۸)۔ [2] صحیح البخاری (۲/۳۰۲)۔
[3] صحیح البخاری (۲/۳۰۱)، صحیح مسلم (۳/۱۳۸۰)۔
[4] اس بات حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں نقل کیا ہے(۶/۱۹۹)

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کسی سواری پر سوار ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی مہار تھامنا چاہی۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی براہ کرم آپ ایسا نہ کریں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ ہم کو اپنے علما کرام اور فضلا عظام کے ساتھ اسی طرح ادب واحترام سے پیش آنے کی تربیت دی گئی ہے۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ذرا اپنا ہاتھ بڑھائیں۔چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہم کو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح ادب واحترام روا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔[2]

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بطن مبارک کو بوسہ دیا ہے لہذا میں آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم آپ اپنے بطن مبارک کا وہ حصہ کھول دیں جس حصہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا تاکہ میں بھی اس حصہ کو چومنے کی سعادت حاصل کرسکوں راوی فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا بطن مبارک کھول دیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بوسہ دیا۔

آپ کے سامنے چند آیات واحادیث اور آثار واقوال سلف کا نمونہ پیش کیا گیا جس سے آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب وفضائل کے نقوش سامنے آتے ہیں اور آگے ہم آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے عنوان کے تحت مزید نصوص واقوال پیش کریں گے جس سے یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہوکر سامنے آجائے گا۔

---

[1] البدایہ والنہایہ (۳۰۱/۸)۔

یہاں ہم اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں علماء اہل سنت والجماعت اور ائمۂ کرام رحمہ اللہ کی تمام آراء اور اقوال کا قصداً تذکرہ نہیں کیا ہے، کیونکہ اس باب میں علماء کرام اور ائمہ عظام کے بیش بہا آثار و اقوال ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ''سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے'' [2]

اس مختصر سی کاوش کے بعد ہم قارئین کرام سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ براہ کرم اتنا کام ضرور کرلیں کہ صحیح بخاری و مسلم اور اس کے ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت سے منقول مراجع ومصادر پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیں تا کہ آپ کے احاطۂ علم اور گوشۂ دماغ میں ان احادیث کا خاکہ آ جائے جن کو ائمہ اہل سنت والجماعت نے اپنی کتابوں میں مناقب وفضائل اہل بیت رسول ﷺ کے بارے میں روایت کیا ہے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ان روایتوں میں سے بعض تو عام روایات ہیں اور بعض خصوصی حیثیت کی حامل ہیں۔

............*

---

[1] مسند احمد (۲/۲۵۵۔ ۴۹۳)، سنن البیهقی (۲/۲۳۲)۔

[2] ائمہ کرام کے بارے میں بطور مثال صرف ایک کتاب کا حوالہ دینا چاہتا ہوں اگر اس سلسلہ میں موضوعی مطالعہ کیا جائے تو اس کے لئے کسی قسم کی تحدید کرنا محال اور دشوار ہے ہم بطور مثال آپ کو صرف سیر اعلام النبلاء میں ان مواقع کی ورق گردانی کی زحمت دیں گے آپ ان مواقع کا بغور مطالعہ کیجئے اور اندازہ لگایئے۔

(۳/۲۴۵۔ ۲۷۹، ۲۸۰۔۳۲۱)(۴/۲۸۶۔ ۴۰۱، ۴۰۱، ۴۰۹) (۶/۲۵۵۔ ۲۷۰۔۲۷۴)(۹/۳۸۷، ۳۹۳) (۱۳/۹۱۱۔۱۲۲)۔

آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ایک نظر میں!

شیعوں کا اثنا عشریہ نامی فرقہ اہل سنت والجماعت پر تہمت بازی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اہل سنت والجماعت سے منسلک حضرات اہل بیت رسول ﷺ سے بغض وعداوت رکھتے ہیں، اس لیے اثنا عشریہ ان کو نواصب اور خوارج کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت ایک مستقل مذہب ہے جب کہ نواصب اور خوارج کی اپنی مستقل پہچان ہے۔ ان کے اپنے اصول ومبادی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کو ایک دوسرا مذہب گردانا جاتا ہے۔

تمام مذاہب وادیان میں سے اہل سنت والجماعت ہی واحد جماعت ہے جو آل بیت رسول ﷺ سے محبت وچاہت کے معاملہ میں میانہ روی اور اعتدال پسندی کا موقف اپنانے میں اپنی مثال آپ ہے۔

جب کہ اس کے برعکس فرقہ اثنا عشریہ آل بیت رسول ﷺ سے محبت کے بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے بعض تو قبروں اور مزاروں کا طواف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، بعض دوسرے غیر اللہ سے نقصان سے چھٹکارا اور نفع اندوزی کی دعائیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔اور بعض لوگ وہ ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ آل بیت رسول ﷺ غیب کی خبروں کا علم رکھتے تھے۔

اور دوسری طرف فرقہ نواصب آل بیت رسول ﷺ سے بغض وعداوت رکھنا اپنا شیوہ سمجھتا ہے، ان کی شان میں بہتان طرازی اس فرقہ کا طرۂ امتیاز ہے، اسی طرح فرقہ خوارج

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے اپنی خارجیت کا ثبوت پیش کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، آپ رضی اللہ عنہ پر بہتان طرازی اور طعنہ زنی کر کے اپنی دلی بھڑاس نکالنے میں ذرہ برابر کوتاہی نہ ہونے دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔

مگر اہل سنت والجماعت ہی وہ فرقہ ناجیہ ہے جو آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا متفقہ طور پر قائل و معترف ہے اور ان کے شرعی حقوق باہمی ہمدردی اور تعلق خاطر کی رعایت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ان کو ایذا رسانی یا ان کی شان میں قولی و فعلی گستاخی کی حرمت کا قائل ہے اسی کے ساتھ اہل سنت والجماعت ان کی شان میں غلو بازی سے بھرپور پرہیز کرتے ہیں، ان کی قبروں کا طواف نہیں کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے بیت اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کے طواف کو ممنوع قرار دیا ہے کہ طواف عبادت ہے اور عبادت صرف اور صرف اللہ ہی کی ہونی چاہئے، اس لیے وہ اللہ کے علاوہ کسی غیر کی عبادت نہیں کرتے۔ اسی طرح اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے دعوے دار نہیں تھے بلکہ وہ اہل بیت کے بارے میں علم غیب کے دعوے کو باطل قرار دیتے ہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

(النمل: ٦٥)

علماء تو کیا، عام مسلمانوں کو بھی بدیہی طور پر اس حقیقت کا علم ہے کہ انسان کے لئے کسی صورت میں اس بات کا جواز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت کے کنویں میں جھونک دے یا بلا وجہ اپنی جان گنوا بیٹھے اگر ان کے امام کو علم غیب پر دسترس حاصل تھی تو ان کے امام نے جان بوجھ کر زہر کیسے کھا لیا؟ جس کی اثر انگیزی سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (النساء:٢٩)

ترجمہ: اور اپنے آپ کو قتل مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔ اور رسول

اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جس نے زہر پی کر خودکشی کی تو وہ اپنے ہاتھ زہر کا پیالہ لئے ہوگا اور جہنم کی آگ میں اس کو کھڑے ہوکر پئے گا اور اس کے اندر ہمیشہ کھڑا زہر پیتا نظر آئے گا۔“ [1]
اگر امام کو علم غیب ہوتا تو کیا ان کو یہ بات زیب دیتی تھی کہ وہ جان بوجھ کر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر میدان کارزار میں کود پڑیں اور انہیں بلا وجہ موت کے منہ میں دھکیل دیں جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ﴾ (الاسراء: ۳۱) اگر امام حسین رضی اللہ عنہ کو علم غیب تھا تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے شیر خوار بچوں کے ساتھ میدان کارزار میں کیوں پہنچتے؟ اور بلا وجہ اپنے شیر خوار بچوں کی جانیں کیوں گنواتے؟ حادثہ کربلا کے المناک واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھی علم غیب حاصل نہ تھا بلکہ وہ بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے اور بشر تھے یہی نہیں بلکہ ہمارے نبی ﷺ جو کہ مخلوق میں معزز و مکرم اور افضل و اشرف ہیں ان کو بھی علم غیب نہیں تھا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے رب کریم کے حکم کے بموجب ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ﴾ (الاعراف ۱۸۸)

”آپ فرما دیجئے کہ اگر میں علم غیب جانتا ہوتا تو خیر ہی خیر اکٹھی کرتا اور کسی قسم کے نقصان سے مجھ کو سابقہ نہ پڑتا۔“

اس مختصر سی بحث سے بخوبی پتہ چل گیا کہ اثنا عشریہ فرقہ کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ ائمہ کرام علم غیب جانتے تھے، کیونکہ اس قسم کے عقیدہ کی وجہ سے بہت سے اشکالات رونما ہوتے ہیں، بلکہ اس طرح کا عقیدہ بذات خود ائمہ کرام رضی اللہ عنہ کی ذات پر انگلی اٹھانے کے مترادف ہے جب کہ ائمہ علیہم السلام اس قسم کے بہتان سے بری ہیں۔

آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ واضح اور دو

---

[1] بخاری ۔ کتاب الطب حدیث نمبر: ۵۷۷۸، ومسلم ۔ کتاب الایمان : حدیث نمبر: ۱۰۹۔

ٹوک ہے جس کی وضاحت کتب حدیث، کتب عقائد، اور کتب فقہ میں موجود ہے۔ اس کو مختلف مصنّفین اور مؤلفین نے اپنی اپنی کتابوں میں شایان شان مقام پر ذکر کیا ہے، چنانچہ احادیث شریفہ کی بیشتر کتابوں میں آل بیت رسول ﷺ کے مناقب وفضائل میں مستقل ابواب کا ذکر ملتا ہے۔ کتب عقائد میں اکثر و بیشتر آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں صحیح اعتقاد رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، ان کے بارے میں غلط عقائد کی بیخ کنی کی گئی ہے اور کتب فقہ میں آل بیت رسول ﷺ سے متعلق احکامات کی وضاحت کی غرض سے خاص ابواب کا انعقاد کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں صدقہ وخیرات کا حکم اور جو شخص ان کو برا بھلا کہے۔ ان پر لعن طعن کرے یا ان پر کیچڑ اچھالے ان کو ایذاء رسانی کے درپے ہو وغیرہ اس کے بارے میں تفصیلی بیان موجود ہے۔

اہل سنت والجماعت کا آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں مختصراً وہی عقیدہ ہے جس پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''عقیدۃ الواسطیہ'' [1] میں یہ بیان جاری فرما کر مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے۔ بلاشبہ آپ رحمہ اللہ کی عقیدۂ واسطیہ نامی کتاب بڑی مختصر اور جامع کتاب ہے اس میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس مسئلہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اہل سنت والجماعت اہل بیت رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمدردی اور تعلق بحال رکھنے کے قائل ہیں اور ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی وصیت کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔ یہی وہ وصیت ہے جو آپ ﷺ نے خم نامی چشمہ پر کھڑے ہو کر فرمائی تھی کہ میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور تاکیداً اس جملہ کو دو مرتبہ دہرایا تھا۔ [1]

---

[1] یہی وہ عقیدہ جس کو اہل سنت والجماعت نے اپنی کتابوں میں اختیار کیا ہے: (اس سلسلہ میں امام باقلانی کی کتاب (الانصاف : ص ۱۱۲) اور (الفرق بین الفرق : ص ۳٦۰) اور التبصیر فی الدین (ص : ۱۹٦) شرح العقیدۃ الطحاویہ (ص: ۷۳۷) منہاج السنۃ (۷۱/۲) جواب اھل السنۃ النبویہ (ص: ۱۵۱)۔

[2] مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ : (۹۱۸/۲) باب فضائل علی (ح: ۲٤۰۸)

جس وقت ابن عباس نے آپ ﷺ سے قریش کے بعض افراد کی قبیلۂ بنو ہاشم کے ساتھ بدسلوکی وترش روئی روا رکھنے کی شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے اس موقع پر تاریخی کلمات ارشاد فرما کر بنو ہاشم کی اہمیت اور شان کو رہتی دنیا تک زندۂ جاوید بنا دیا، فرمایا ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریش کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ کی خاطر وہ تم سے اور میرے رشتہ داروں سے محبت نہ کرنے لگیں۔ [1]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے بنو کنانہ کو منتخب فرمایا، بنو کنانہ سے قبیلۂ قریش کو منتخب فرمایا، قبیلۂ قریش سے بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا ہے'')۔ [2]، [3]

اہل سنت والجماعت کے عقائد کی خشت اول آل بیت رسول ﷺ سے محبت اور تعلق ہے ان کے اس تعلق اور لگاؤ کی بنیاد دو چیزیں ہیں ''ایک ان کا ایمان ہے اور دوسری چیز قرابت رسول ﷺ ہے'' اگر آل بیت میں یہ دونوں چیزیں پائی گئیں تو پھر ان سے بغض کرنا یا ان پر طعن کرنا حرام اور ایمان کے منافی عمل ہے اور اگر وہ دولت ایمان سے عاری ہیں اور اسلام کی سعادت سے محروم ہیں تو ہم ان سے محبت کرنے کے ہرگز مجاز نہیں، چاہے وہ رسول اللہ ﷺ کے قریبی ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ ابولہب اگرچہ نبی کریم ﷺ کا چچا ہے اس کے باوجود ہمارے لئے کسی صورت میں جائز نہیں کہ ہم اس سے محبت کریں اور اس کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھیں، بلکہ ہمارے لئے ضروری کہ ہم اس کے کفر اور نبی کریم کے ساتھ اس کی بدتمیزی اور بدسلوکی کی وجہ سے اس کی ذات سے ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔ [4]

---

[1] رواہ احمد فی فضائل الصحابۃ، اور اس کتاب کے محقق نے اس بارے اس کتاب میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور بڑی پر مغز اور موقع ومحل کے اعتبار سے برمحل بحث کی ہے اور اس پر بڑا اموزوں اور طویل وعریض حاشیہ ہے۔

[3]، [2] رواہ مسلم، کتاب الفضائل، فضل نسب النبی ﷺ (ح: ٢٢٧٦)۔

[4] مجموع الفتاویٰ (١٥٤/٣)(٦) ملاحظہ ہو: شرح العقیدۃ الواسطیہ (لابن عثیمین) (٢٧٤/٢۔ ٢٧٥)

امام طحاوی رحمہ اللہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''عقیدۂ طحاویہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہم بحیثیت اہل سنت والجماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ تسلیم کرتے ہیں اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بسر وچشم تسلیم کرتے ہیں۔'' [1]

امام ابوالعز حنفی رحمہ اللہ امام طحاوی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ثبوت کا اعتراف کرتے ہیں اور اس کو برحق قرار دیتے ہیں'' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جانکاہ واقعہ پیش آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو ناحق قتل کردیا گیا تو لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر متفقہ طور پر ان سے بیعت کی، جس کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ باجماع امت خلیفہ قرار دیئے گئے اور امیر المؤمنین کی مسند پر جلوہ افروز ہوکر امام حق کہلانے کے مستحق قرار پائے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ امام حق ہیں، آپ کی اطاعت واجب ہے اور آپ اپنے زمانے میں خلافت نبویہ کے پاسبان اور امین تھے۔ حدیث سفینہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۳۰ سال تک خلافت نبویہ قائم ودائم رہے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو مناسب سمجھے گا زمام حکومت سونپ دے گا۔'' [2]

اگر تاریخ اسلامی پر طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ حقیقت میں خلافت نبویہ کا تابناک دور ۳۰ سالوں پر ہی محیط ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو

---

[1] امام طحاوی رحمہ اللہ کا اکابرین علماء احناف میں شمار ہوتا ہے اور (عقیدۂ طحاویہ) نامی کتاب اہل سنت والجماعت کے عقائد کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے اور ان کی یونیورسٹیوں اور اسلامی لاء یا اسلامی قانون کے کالجوں میں بطور کورس شامل ہے اور سعودی عرب کی مشہور یونیورسٹی (امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی) اور (جامعۃ ام القریٰ مکہ مکرمہ) میں درساً درساً پڑھائی جاتی ہے۔

[2] ملاحظہ ہو: ابوداؤد (ح: ٤٦٤٦)، احمد (٥/ ٢٢٠-٢٢١) ابن حبان (ح: ٦٦٥٧)

سال اور تین ماہ خلافت کے فرائض انجام دیئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساڑھے دس سال بڑی شان کے ساتھ خلافت کے فرائض انجام دیئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زمام خلافت آئی اور انہوں نے بھی چار سال ۹ ماہ اس امانت کو احسن انداز سے انجام دیا اور اخیر میں ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی چھ ماہ تک اس فریضہ کو نبھایا۔ مذکورہ تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پانچویں خلیفہ راشد ہیں اگر چہ ان کی خلافت کی مدت بہت ہی کم ہے، مگر پھر بھی انہوں نے اس بھاری بھرکم بوجھ کو اپنے ناتواں کاندھوں پر رکھ کر اس فریضہ کو چھ ماہ تک بحسن وخوبی انجام دیا۔ [1]

اس کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو گیا اور اس دور ملوکیت کا آغاز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے ہوا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسلم بادشاہوں میں معزز ومکرم بادشاہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ آپ کا مرتبہ تمام بادشاہوں میں سے بہتر ہے، چنانچہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے اور خلعت خلافت آپ کو عطا فرمادی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقت میں امیر المؤمنین ہو گئے اور آپ کو مسند خلافت پر بیٹھنے کی وجہ سے ائمہ مسلمین کی صف میں شامل سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں تھام لی تو اس کو بحسن وخوبی انجام دینا اپنا فریضہ بھی سمجھا۔

یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ خلافت وملوکیت کے بارے میں صاف اور دوٹوک ہے لہٰذا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری اور ان کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کے وقت تک کے وقفہ کو خلافت کا وقفہ تسلیم کرتے ہیں = اور وہ اس خلافت کے خلافت

---

[1] امام حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت کے بارے میں د/علی الصلابی نے اپنی کتاب "خامس الخلفاء الراشدین امیر المؤمنین الحسن بن علی بن ابی طالب ،شخصیتہ وعصر" میں بڑا ہی انوکھا اور منفرد انداز اختیار کیا ہے۔

رسول ﷺ ہونے کے قائل ہیں۔اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زمام حکومت آتے ہی ملوکیت کا دور شروع ہو گیا اور یہ دور چالیس ہجری تک رہا۔

اس کے بعد حضرت ابن ابی العز رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف کے سیاق میں فرماتے ہیں: ''دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے اور آپ رضی اللہ ہی اس معاملہ میں حق بجانب تھے، کیونکہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمنوں نے دروغ گوئی اور کذب بیانی کو ہوا دے کر فساد برپا کر دیا اور اہل مدینہ میں موجود صحابہ پر تہمت ترازی اور بہتان بازی کا بازار گرم کر کے تمام اکابر صحابہ کرام کی شخصیت کو بدنام کرنے کی کوشش کی، جس کی وجہ سے عوام شک وشبہ اور تذبذب کا شکار ہو کر رہ گئی اور وہ لوگ جو حقیقت حال سے ناواقف تھے شکوک وشبہات کے جال میں جا پھنسے، اہل شام اور ایران جیسے دور دراز علاقوں کے ہوس پرستوں کے دلوں پر شکوک وشبہات نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چاہنے والوں کے دلوں میں اکابر صحابہ کرام کی طرف سے بدظنی نے کروٹیں لینا شروع کر دیں نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وابستگان کو ایسی خبریں پہنچائی گئیں جن میں سے بعض کا نہ تو سر تھا اور نہ ہی پیر۔اس پر مستزاد یہ کہ ان میں سے بعض باتوں کو لگا بجھا کر پیش کیا گیا۔ان میں بعض باتیں وہ بھی تھیں جن کی سرے سے کوئی اصل ہی نہ تھی۔'' [1]

مذکورہ پیراگراف پر غور وفکر سے ہمیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا اس مسئلہ میں موقف یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے کیونکہ اہل سنت و الجماعت سے منسلک لوگ ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا کرتے ہیں چاپلوسی اور چمچہ گیری ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ اہل سنت والجماعت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس معاملہ میں

---

[1] مصدر سابق ملاحظہ ہو:(ص: ۷۲۳) وانظر: مجموع فتاوی (۳/۴۰۶)۔

معذور سمجھتے ہیں اوران کے لئے عذر تلاش کر کے ان کو اس تہمت سے بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ حضرت علی، حضرت امیر معاویہ اوران دونوں کے علاوہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس بارے میں بے گناہ ثابت کرتے ہوئے اس تہمت سے پاک وصاف سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد اہل سنت والجماعت کا اس سلسلہ میں یہ بھی کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف جن باتوں کو منسوب کیا جاتا ہے ان کا درج ذیل چار نقاط میں سے کسی ایک سے تعلق ضرور ہے۔

۱: وہ باتیں سراسر جھوٹ اور بہتان ہیں جن کو صحابہ کرام کی طرف منسوب کردیا گیا ہے۔

۲: حقیقت کو مسخ کر کے بیان کیا گیا ہے یا حقیت کو بیان ہی نہیں کیا گیا ہے بلکہ دروغ گوئی سے کام لیا گیا ہے اور بنیادی اصول ومبادی کو بدل دیا گیا ہے۔

۳: جو بات ان کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا سبب غیر معروف ہے اوراس کی حقیقت کا اللہ ہی کو علم ہے۔

۴: وہ لوگ اپنے اجتہاد کی بنیاد پر خدانخواستہ غلطی پر تھے تو ہم اس سلسلہ میں یہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کا محاسبہ کرے گا۔ ہم ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محاسبہ کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ ہمیں اس سلسلہ میں اپنی زبانیں بند رکھنی چاہیئے۔

آخر میں امام ابن ابی العز رحمہ اللہ ان فتن کے بارے میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں رونما ہوئے، تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جن فتن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سر اٹھایا اللہ تعالیٰ نے جیسے ان کی آلودگی سے ہمارے اعضا وجوارح کو محفوظ وما مون رکھا ہے محض اپنے فضل وکرم اور عنایات وبرکات کے طفیل ہماری زبانوں کو بھی اس کی آلودگی سے محفوظ وما مون رکھے۔'' [1]

............*

[1] ملاحظہ ہو: شرح عقیدہ طحاویہ (ص : ۷۲۴۔۷۲۵)۔

ایک گھمبیر لمحۂ فکریہ!!

یہ مغالطہ ہے جس کو بہت بڑے پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ بلاشبہ اس کو اثنا عشریہ فرقہ نے شہ دیکر عام کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ درحقیقت ان کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہوچکی ہے کہ اہل سنت والجماعت فرقہ نواصب سے تعلق رکھتے ہیں۔

علاوہ بریں شیعوں نے اہل سنت والجماعت کو خوارج سے ضم کردیا ہے اور ان میں اور خوارج میں وجہ امتیاز کو ختم کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل سنت والجماعت بھی خوارج کی قبیل سے ہیں، حالانکہ دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اس سلسلہ میں میری بعض تعلیم یافتہ شیعوں سے گفتگو بھی ہوئی ہے۔ بلکہ ان کے علمی مرکز ''حوزہ'' کے بعض مدرسین سے [1] اس بارے میں میرا ابحث ومباحثہ بھی ہوا ہے جس سے پتہ یہ چلا کہ انکو حقیقت کا علم نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس بات کی معرفت رکھتے ہیں کہ دراصل نواصب کون لوگ ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اندھیرے میں تیر چلا کر اہل سنت والجماعت کو اس فرقہ سے جوڑ دیا ہے اور لاشعوری طور پر اپنی پرانی عادت کا اظہار کر بیٹھے ہے۔

جس شخص کو بھی اہل سنت والجماعت کی کتابوں اور ان کے اہم مراجع ومصادر سے ادنیٰ سی بھی واقفیت ہے اس کو پتہ ہوگا کہ ان میں کتنے صریح اور واضح انداز میں ناصبیوں پر نقد کیا گیا اور ان کی دروغ گوئی کا کھلم کھلا جواب دیا گیا ہے، بلکہ خوارج کو مبتدعین کی صف میں شمار

---

[1] فرقۂ خوارج کی بڑی شاخوں میں سے ایک شاخ فرقہ نواصب کی بھی ہے جو اپنے عقیدہ کے اکثر اصول ومبادی میں انہیں سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کی اندھی تقلید کرتے ہیں جو سرکاری طور پر حکومت عمان کے باشندے ہیں، مزید تفصیلات کے لئے (۱/۱۰۶۔۱۶۰) اور الموسوعہ المیسرہ (۱/ ۶۲۔ ۶۸) اور (الخوارج اول الفرق فی الاسلام: د. ناصر العقل (ص : ۶۱۔۱۰۹) ملاحظہ فرمائیں۔

کر کے گمراہوں کا سر چشمہ قرار دیا گیا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مجموع فتاویٰ کا وہ اقتباس نقل کیا جائے جس میں انہوں نے اس فرقہ کے بارے میں صراحت سے بیان فرمایا:

''جس نے بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا ان کے قتل کے سلسلہ میں مدد کی یا اس گھناؤنے کام کی تائید کرتے ہوئے اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور دنیا کے تمام لوگوں کی لعنت'' [1]

افسوس صد افسوس یہ لوگ انہی پر ناصبی ہونے کی تہمت لگاتے ہیں جنہوں نے آل بیت کی دفاع میں تن من دھن کی بازی لگا دی اور اپنی تمام تر صلاحتیں ان کی خدمت کے لئے صرف کر دیں لہٰذا مذکورہ عبارت کو بار بار پڑھیئے، شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے بارے میں اپنا عقیدہ درست کیجئے، اللہ تعالیٰ سے ڈر کر سچی توبہ کیجئے اور دائرۂ اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جایئے، اسی میں دین و دنیا کی فلاح کا راز مضمر ہے۔

امام آلوسی رحمہ اللہ ان ناصبیوں کے بارے میں جو امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں، اظہار خیال کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

''فریقین [2] میں سے ہر ایک کی طرف سے ان ناصبیوں کے عقائد کے بطلان میں جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرتے ہیں دلائل وارد ہوئے ہیں اللہ ان کو ان کے مکر وفریب کا اتنا بدلہ دے جتنے کے وہ مستحق ہیں۔ [3]

نواب محمد صدیق حسن خاں قنوجی رحمہ اللہ صحابہ کرام اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] مجموع الفتاویٰ (٤/٤٨٧)

[2] فریقین سے مراد اہل سنت والجماعت اور شیعہ ہیں۔

[3] روح المعانی (١٨/٢٠٥)

’’اہل سنت والجماعت اورشعیوں سے برات کا اظہار کرتے ہیں جن کا عقیدہ صحاب کرام سے بعض وعدوات رکھنا اوران کو گالیاں دینا ہےاوراسی طرح اہل سنت والجماعت نواصب اورحوارج سے برات کا اظہار کرتے ہیں جن کا عقیدہ اہل بیت کوقولہ عملاً تکلیف پہچانا ہے۔‘‘ [1]

............*

[1] ملاحظہ ہو:قطف الثمار فی بیان عقیدة اهل الاثر (۱/۹۷)۔

امت مسلمہ پر
آل بیت علیہم السلام کے شرعی حقوق کے اثبات کا بیان!!

بلاشبہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی رو سے امت مسلمہ پر آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے شرعی حقوق عائد ہوتے ہیں۔ قارئین کرام کے استفادہ کی غرض سے ہم یہاں ان میں سے چند حقوق کو ذکر کرنے کی کوشش کررہے ہیں:

ا۔ امت مسلمہ پر آل بیت کے علیہم السلام حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ان سے ان کے ایمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تم کو محبت کی جائے اپنے اہل کا پاس ولحاظ رکھنے کے سلسلہ میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں [1] اور فرمایا ہے کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت تک وہ لوگ کامل مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ تم سے میری قرابت اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے محض اللہ کے واسطے محبت نہ کریں۔ [2] اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَآ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ: ۲۳)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت اور رشتہ داری کا لحاظ رکھو۔''

آیت مذکورہ کا ایک تو ظاہری مطلب ہے جیسا کہ ذکر کیا جاچکا اور دوسرا مطلب یہ ہے

---

[1] اس حدیث کی تخریج ہوچکی ہے۔
[2] اس حدیث کی بھی تخریج ہوچکی ہے۔

کہ میں وعظ ونصیحت اور تبلیغ ودعوت کی تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا، البتہ ایک چیز کا سوال ضرور ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے اس کا پاس ولحاظ ضرور رکھو، تم میری دعوت کونہیں مانتے تو نہ مانو تمہاری مرضی لیکن مجھے نقصان پہنچانے سے تو باز رہو، تم میرے دست وبازو نہیں بن سکتے تو رشتہ داری وقرابت کے ناطے مجھے ایذا تو نہ پہنچاؤ اور میرے راستے کی رکاوٹ تو نہ بنو کہ میں بحسن وخوبی فریضہ رسالت ادا کرسکوں۔

۲۔ امت مسلمہ پر آل بیت رسول ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ ان کی عزت وآبرو کا دفاع کیا جائے، اگر کوئی ان کی ہزرہ سرائی کرنے کے درپے ہو تو اس کو اس عمل سے روکا جائے اور اگر کوئی آل بیت رسول ﷺ کے راستے میں روڑا بن کر آتا ہے تو امت مسلمہ پر حق بنتا ہے کہ اس کو ان کے راستے سے طاقت کے ذریعہ دور کرے۔

الغرض اگر کوئی شخص آل بیت رسول ﷺ کو ایذاء رسانی کے درپے ہو تو آل رسول ﷺ کا دفاع کیا جائے اور ان کی عزت وآبرو کو پامالی سے بچایا جائے۔ اہل سنت والجماعت کے معتقدات میں سے یہ بھی ہے کہ آل بیت رسول ﷺ کے افراد میں سے کسی فرد کو ایذاء اور تکلیف دینا حرام ہے بلکہ اپنے قول اور فعل کے ذریعہ ان کی شان میں گستاخی کرنے کی بھی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ''قسم ہے اس ذات باری تعالیٰ کی جو دانے کو پھاڑنے والا ہے یعنی جس نے زمین میں دبے ہوئے دانے کو پھاڑ کر اس سے انواع واقسام کے درخت پیدا فرمائے ہیں اور جس نے ہر جاندار کے جسم میں روح پھونک کر اس کو وجود بخشا ہے نبی امی جناب رسول اللہ ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ'' اگر مجھ سے کسی کو محبت ہوسکتی ہے تو وہ مؤمن کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا اور اگر مجھ

سے کسی کو بغض اور دشمنی ہو سکتی ہے تو وہ منافق کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔'' [1] مراد یہ کہ نبی کریم ﷺ سے محبت ایمان کی علامت ہے اور نبی کریم سے دشمنی نفاق کی نشانی ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ قریش کے بعض افراد بنو ہاشم کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی کا معاملہ روا رکھتے ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے جواباً ان سے یوں ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا اس وقت تک ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کے واسطے اور میری قرابت و رشتہ داری کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے وہ ان سے محبت نہ کرنے لگیں۔ [2]

۳۔ امت مسلمہ پر آل بیت رسول ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ان کی طرف منسوب جھوٹے الزامات، دروغ گوئی کے ذریعہ ان پر تھوپی گئی تہمتوں اور ان کی عزت و آبرو کو داغ دار کرنے کے لئے ان پر الزام تراشیوں کا ازالہ کیا جائے اور ان کی ذات کو مزکی و مصفیٰ بنا کر لوگوں کے سامنے حقیقت کے آئینہ میں پیش کیا جائے یہی عزیمت کا بلند ترین مقام ہے اور اس طرح کے کاموں میں دلچسپی لینا خصوصاً اس دور قحط الرجال میں ہم لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

آل بیت رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ جو ان کو گالی دے، ان کی شان میں گستاخی کرے، ان کی جناب میں ہرزہ سرائی کرے یا ان کی عزت و آبرو کو داغ دار کرنے کی کوشش کرے، اس کو سزا دی جائے اور سرزنش کی جائے، بلکہ ہم پر یہ بھی حق بنتا ہے کہ جو ان کی شان میں غلو بازی کرے، ان کے بارے میں افراط و تفریط کا شکار ہو، اس کا دندان شکن جواب دیا جائے، کیونکہ آل بیت رسول ﷺ کے کسی فرد کو اس کے مقام و مرتبہ سے بڑھا چڑھا کر پیش کرنا آل بیت رسول ﷺ کے لئے باعث ایذاء اور ان کی روح کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے لہذا آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں ان کے

---

[1] رواہ مسلم (ح:۷۸)۔ [2] اس حدیث کی تخریج ہو چکی ہے۔

مقام ومرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے حق گوئی سے کام لینا چاہیے۔

جن شیعہ نے آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں انتہا پسندی کی وجہ سے افراط وتفریط سے کام لیا ہے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "منہاج رجال کشی" کے نام سے جامع کتاب تصنیف فرمائی ہے جو ان کے خلاف بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو بہتر ہوگا۔

شیعوں کے امام "محمد بن عمر الکشی" نے اپنی اہم ترین کتاب [1] میں امام "زین العابدین علی بن الحسین" کا قول نقل کیا ہے:

"یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا اور ان کے بارے میں ان کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا، تو نہ عزیر علیہ السلام ان سے ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کا حضرت عزیر علیہ السلام سے کوئی تعلق ہے، یعنی حضرت عزیر علیہ السلام ان کی غلو بازی سے بری الذمہ ہیں، اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ انہوں نے ان کے بارے میں غلو بازی سے کام لیا اور ان کے بارے میں جو کہنا تھا وہ کہا، تو نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان سے کوئی رشتہ ہے اور نہ ہی ان لوگوں کا ان سے کوئی تعلق ہے اور ہم لوگ بھی ان کے نقش قدم پر قائم ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیروکار اور ماننے والے بھی ہم سے محبت کا دعویٰ کریں گے۔ اس کے بعد وہ غلو بازی کا شکار ہو جائیں گے اور ہمارے بارے میں وہی کہیں گے جو یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کے بارے میں کہا تھا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں بطور غلو کہا تھا تو ہم اعلان کر کے صاف طور پر کہہ رہے

---

[1] شیعوں کے نزدیک یہ اہم اور قدیم ترین کتاب ہے جس کو ابو عمر کشی نے چوتھی صدی ہجری میں اپنے شیوخ سے نقل کر کے لکھا ہے شیخ زمانہ ابو جعفر الطّوسی نے اس کی تہذیب اور تنقیح کر کے اس کو اختیار معرفۃ الرجال کے نام سے موسوم کیا ہے یہ کتاب اس وقت متداول اور رائج ہے۔

ہیں کہ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ نہ تو وہ ہم سے ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں۔'' ❶، ❷

علماء شیعہ کی ایک بہت بڑی تعداد نے شیعوں میں سے غلو باز شیعوں کا بائیکاٹ بھی کیا ہے اوران کی غلو بازی کا پردہ فاش کرتے ہوئے ان کے بیان کردہ بہت سے عقائد کو منظر عام پر لاکر اس کی تردید بھی کی ہے، لیکن مرور ایام کے ساتھ ساتھ آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں غلو بازی مذہب اثنا عشریہ کے عقائد کا جزء لاینفک بن کر ان کی ضرورت ناگزیر ہوگئی، چنانچہ شیعوں کے کبار علماء میں سے ایک عالم ''عبداللہ محمد المامقانی'' ہیں، جن کو موجودہ زمانہ میں شیعی علماء کے درمیان علم رجال کے سلسلہ میں مرجع گردانا جاتا ہے وہ اپنے قلم سے تحریر فرماتے ہیں:

''زمانہ قدیم کے شیعہ حضرات ان باتوں کو، جن کو ہم اس زمانہ میں ضروریات دین شیعی سمجھ بیٹھے ہیں غلو بازی اور افراط التفریط کی قبیل میں شمار کرتے تھے اوراس کی وجہ سے ثقہ اور عادل لوگوں کی ثقاہت اور ضبط میں جرح کرنے سے وہ گریز نہیں کرتے تھے اس علم سے واقف لوگوں کو ان کے اصطلاحی کلمات سے بخوبی اندازہ ہوگا کیونکہ جرح وتعدیل کے انداز بیان سے یہ حقیقت واشگاف ہوجاتی ہوگی۔'' ❸

---

❶ ملاحظہ فرمائیں:(رجال الکشی)(ص: ۱۱۱)۔

❷ اسی کتاب میں ان روایات کا بھی مطالعہ فرمائیں جو آل بیت رسول ﷺ کے لئے باعث اذیت ہیں کیونکہ ان میں ان کے لئے غلو بازی سے کام لیا گیا ہے۔

❸ ملاحظہ فرمائیں: تنقیح المقال (۳/۲۳) جو فن علوم رجال میں ہے اوراس کے مصنف کی اس کے علاوہ اور کئی مؤلفات ہیں ان کی ولادت: ۲۱۹۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۳۵۱ھ میں ہوئی (ملاحظہ فرمائیں: (الاعلام للزرکلی (۴/۷۹)۔

۴۔ آل بیت رسول ﷺ کا چوتھا حق یہ ہے کہ مختلف اوقات میں ان پر درود وسلام بھیجنا مشروع قرار دیا گیا ہے، اس بارے میں متعدد نصوص وارد ہوئی ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦)

''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا کرو اور ان پر خوب سلام کا نذرانہ بھی پیش کیا کرو۔''

اسی طرح حدیث نبوی ﷺ میں اس موقع پر، جبکہ آپ ﷺ سے نماز کی حالت میں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے اس سائل سے فرمایا کہ تم لوگ نماز کی حالت میں یہ کہا کرو:

((اللّٰهم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراهیم وبارك علیٰ محمد کما بارکت علیٰ ابراهیم فی العالمین انك حمید مجید والسلام کما علمتم)) [1]

''اے اللہ، محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت کاملہ نازل فرما، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل فرمائی اور محمد ﷺ اور ان کی آل پر اپنی خیر و برکت کی برکھا برسا دے، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بالخصوص برسائی تھی بلاشبہ تیری ذات حمد و ستائش کی مستحق ہے اور تو ہی بڑائی و بزرگی والا ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم: (کتاب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشهد)(۱/۳۰۵) رقم (۴۰۵) درود ابراہیمی کے ثبوت میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں اور تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ تمام کی تمام روایات کا محور ایک ہی ہے (اگلے مرجع کا مطالعہ فرمائیں)

اس سے پتہ یہ چلا کہ آل بیت رسول ﷺ پر درود بھیجے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی گویا کہ آل بیت رسول ﷺ پر درود بھیجنا نماز کے لئے تتمہ اور اس کے لازمہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ آل محمد ﷺ کا درود میں ذکر کرنا درود کے بال و پر ہیں اور چونکہ درود، دعاء ہے اور آل بیت رسول ﷺ کے لئے دعا کرنا آپ ﷺ کی روح کو تسکین کا سامان مہیا کر کے آپ ﷺ کے دل کو ٹھنڈک پہنچانا ہے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عزت وشرف، بزرگی و برتری سے مزید نوازتا چلا جاتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کے فضائل میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اور اس کا نام "جلاء الافهام فی فضل الصلاۃ والسلام علیٰ محمد ﷺ خیر الانام" رکھا ہے۔ اس میں درود وسلام کے فضائل کے ضمن میں یہ بھی تحریر فرمادیا ہے کہ آل بیت رسول ﷺ کا متفقہ طور پر حق ہے کہ ان پر درود وسلام بھیجا جائے۔ [1]

اہل سنت والجماعت میں سے بہت سے لوگ آل رسول ﷺ کا ذکر کئے بغیر نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں ان کے درود کے الفاظ صرف اور صرف بعض مشکلات کا ازالہ کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہوتے۔

اہل سنت والجماعت میں سے بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ جب درود وسلام پڑھتے ہیں تو آل رسول ﷺ کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم)۔

پہلے مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے علماء کرام نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں اس بات کی گنجائش ہے کہ صرف صلی اللہ علیہ وسلم پر اکتفا کیا جائے، کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا جہاں حکم دیا ہے وہاں "آل" کا ذکر نہیں ہے، جس

---

[1] جلاء الافهام (۱/ ۲۲٤)۔

سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آل کا ذکر کر دیا جائے تو بہتر اور اولیٰ ہے اور اگر آل کا ذکر نہیں کیا گیا تو اصولاً اس کی گنجائش ہے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب) آیت کریمہ اس معاملہ میں صریح اور واضح ہے جس کی وجہ سے اشکال کا خود بخود ازالہ ہو جاتا ہے۔

دوسرے مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے علماء کرام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبة ۱۰۳) اے نبی ﷺ آپ صحابہ کرام پر درود بھیجا کریں بلاشبہ آپ کا ان کے لئے دعا کرنا موجب اطمینان ہے۔ اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی اقتدا کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ اثناء درود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا نام لینے کی اصولاً گنجائش ہے، بلکہ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ کے عمل کے عین مطابق ہے جو شرعاً مطلوب بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۵۔ امت مسلمہ پر آل بیت رسول ﷺ کا پانچواں حق یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ان کو دیا جائے [1] اہل سنت والجماعت کے نزدیک آل بیت رسول ﷺ کے منجملہ حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے۔

---

[1] مال غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو کافروں سے لڑائی میں فتح اور غلبہ حاصل ہونے کے بعد ہاتھ لگے تو سارے مال غنیمت کے پانچ حصے کئے جائیں گے اور ان میں سے چار حصے ان مجاہدین میں تقسیم کر دئے جائیں جو اس میں شریک تھے اس میں سے جو پانچواں حصہ ہے اس کو عربی زبان میں خمس کہتے ہیں اور مال فے وہ مال ہے جو دشمن بغیر لڑے بھڑے دیدے یا صلح کے ذریعہ حاصل ہو یا جزیہ اور خراج کے طور پر ہاتھ آئے۔ اور جو مال باقاعدہ لڑائی اور غلبہ حاصل کرنے کے بعد ملے وہ مال غنیمت ہے اور کبھی مال غنیمت کو بھی مال سے تعبیر کر لیا جاتا ہے۔ اسی لئے مؤلف حفظہ اللہ حاشیہ میں تصریح فرماتے ہیں کہ ایسے مال کا اس مال میں شمار نہیں ہوگا جس کو مسلمانوں نے غنیمت اور فے کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے حاصل کیا ہے اور ابن منظور نے لسان العرب میں (۱۲/۴۴۶) میں اس کی یوں تصریح فرمائی ہے کہ! احادیث میں مال غنیمت کا بار بار تذکرہ آیا ہے۔ مال غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو مسلمانوں کو اہل حرب سے ملے اور وہ مال بغیر کسی جانفشانی کے ہاتھ نہ آیا ہو بلکہ اس کا حصول لڑائی اور قتال کے بعد عمل میں آیا ہو۔

کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ﴾ (الانفال:٤١)

''تم کو جان لینا چاہئے کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، قرابت داروں یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔''

چنانچہ جب آیت مذکورہ کا نزول ہوا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مال غنیمت میں سے اپنا حصہ لینے میں احتیاط برتنا شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کے تردد کا ازالہ فرما دیا:

﴿فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا﴾ (الانفال:٦٩)

''حلال اور پاکیزہ مال غنیمت میں سے جو تم بطور غنیمت حاصل کرو اس میں سے بے چون و چرا کھاؤ پیو!''

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۝﴾ (الحشر:٧)

''اور بستیوں والوں کا مال اگر اللہ تعالیٰ لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول ﷺ کے ہاتھ لگائے وہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔

حدیث میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خمس کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے مال خمس پر مامور فرمایا تو میں اس کو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اس کے مصرف میں صرف کرتا رہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی حسب ضرورت اسے اس کے مصرف میں صرف کرتا رہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی اپنی ذمہ داری نبھاتا رہا، اس کے بعد ایک مرتبہ

مال غنیمت آیا تو مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا اور مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اس مال کو تم لے لو تو میں نے جواب دیا کہ میں اسے لینا نہیں چاہتا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، انہوں نے دوبارہ اصرار کیا اور مجھ کو اس مال کے لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم اس مال کے زیادہ حق دار ہو کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جواباً عرض کیا کہ ہم لوگ اب اس مال سے مستغنی ہو چکے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بالآخر اس مال کو بیت المال کے خزانے میں ڈال دیا۔ (رواہ ابوداؤد)۔ [1]

اس سے معلوم ہوتا ہے مال غنیمت کے پانچویں حصہ میں رشتہ داروں اور قرابت داروں کا بھی مخصوص حصہ ہے اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بطور ثبوت اس رشتہ اور اس حصہ کا وجود موجود ہے یہی جمہور علماء امت کا قول ہے اور یہی قول راجح اور درست ہے۔ [2]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اس مسئلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ امت مسلمہ پر آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چند شرعی حقوق ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ انہیں حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مال غنیمت اور مال فے میں سے پانچواں حصہ خاص کر دیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے ضمن میں آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ [3]

اہل سنت والجماعت شیعوں کے برعکس یہ کہتے ہیں کہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیا جائیگا نہ کہ ذاتی جائیداد کا، اسی طرح میراث میں خمس نہیں نکالا جائے

---

[1] ابوداؤد (۲۹۸۳) اور الحاکم (۲/۱۴۰)۔

[2] ملاحظہ ہو: المغنی لابن قدامہ (۹/۲۸۸) (حقوق آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک بڑا ہی جامع رسالہ تحریر فرمایا ہے (ابوتراب الظاہری) نے جس کی تحقیق اور تنقیح کی ہے۔

[3] مجموع الفتاویٰ (۳/۴۰۷)۔

گا۔ کیونکہ میراث تو میت کے ورثہ کا ذاتی حق ہے اس میں خمس نکالنے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے اسی طرح مکانوں، گاڑیوں، بینک میں خمس نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ان کے مالکوں کی ذاتی ملکیت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ (انفال:٤١) آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کی شرط لگا کر واضح کر دیا ہے کہ خمس مال غنیمت سے ہی نکالا جائے گا اسی لئے "غنمتم" کہا گیا ہے۔ اگر یہ حکم عام ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ "اموالکم" کہتا مگر ایسا نہیں فرمایا، بلکہ محض امت مسلمہ پر رحمت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کی قید لگائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شیعوں کے اثناعشریہ فرقہ میں ہیجانی کیفیت طاری ہو چکی ہے بالخصوص ان کے بارہویں امام کے روپوش ہونے کے بعد وہ خمس یعنی پانچواں حصہ نکالنے کے بارے میں مضطرب ہیں۔ اور اس وقت ان کی مشکلات اور بھی دو چند جاتی ہے جس وقت یہ مسئلہ در پیش ہو کہ خمس کا مال کسے دیا جائے؟ یا اسے کس مصرف میں لایا جائے؟

شیعوں کے بڑے مشایخ میں سے ایک شیخ جن کو "شیخ المفید" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے [1] وہ اس سلسلہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہمارے فرقہ کے بہت سے لوگ امام غائب کے روپوش ہو جانے کے بعد مال خمس کے بارے میں اختلاف رائے کا شکار ہو چکے ہیں اور ان میں سے ہر فریق کی اپنی اپنی مستقل رائے ہے۔

ان میں سے بعض تو امام غائب کے جانے کے بعد میں اس حکم کے ساقط ہونے کے قائل ہیں چنانچہ رخصت کے بارے میں مفصل بیان ان کی کتاب میں موجود ہے۔

جب کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اب مال خمس کو نکال کر دفن کر دینا واجب ہے۔ یہ لوگ دلیل میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ امام کے ظہور کے وقت زمین اپنے

---

[1] شیخ مفید اپنے زمانے کے شیعہ امام تھے ان کا پورا نام ہے ان کی تقریباً ۲۰۰ کتابیں ہیں، ان کی وفات ۴۱۳ھ میں ہوئی ملاحظہ ہو! الاعلام۔ للزرکلی (۷/ ۲۱) اور (سیر اعلام النبلاء (۱۷/ ۳٤٤))۔

دفینے اگل دے گی اور امام جس وقت آئیں گے اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دفن، تمام خزانوں کے بارے میں بتلا دے گا۔ چنانچہ وہ زمین میں موجود سارے خزانے نکال لیں گے۔

جب کہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ مال خمس کو قرابت داری مستحکم کرنے یا فقراء شیعہ کی دل جوئی کے لیے صرف کیا جائے گا۔

ان میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ اس کو ولی امر کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر اس کو امام کے ظہور سے پہلے موت آ جائے تو ولی امر دیانت داری اور ہوشمندی میں جس کو قابل اعتماد سمجھتا ہو، وصیت کر کے اس دنیا سے رخصت ہوگا تاکہ موصی اگر امام کا زمانہ پالے تو وہ امانت اس کے حوالہ کر دے ورنہ اپنی موت کے وقت موصی بھی کسی دیانت دار اور ہوشمند شخص کو بعینہٖ وہی وصیت کر کے اس دنیا سے رخصت ہوگا جو اس کو اس کے وصی نے کی تھی۔ اس کے بعد یہ معاملہ پشت در پشت اسی انداز سے چلتا رہے گا حتیٰ کہ اس امام منتظر کا ظہور ہو جائے جس کو ان کے نزدیک ''امام آخر الزمان'' کے خطاب سے موسوم کیا جائے گا۔

شیخ محترم مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعہ حضرات کے پاس کوئی صریح دلیل موجود نہیں جس کا وہ سہارا لے سکیں اور نہ ہی ان کو اس کی کوئی علت معلوم ہے جس کے ذریعہ وہ اس کی تاویل کر سکیں۔ [1] یہی وجہ ہے کہ وہ اس بارہ میں اختلاف کا شکار ہو گئے ہیں۔

ان اقوال میں سے مستند ترین پہلا قول ہی معلوم ہوتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امام غائب کے روپوش ہو جانے کی صورت میں ''خمس'' ساقط ہو جاتا ہے، اس قول کی تائید میں شیعوں کی کتابوں اور ان کے مستند مصادر و مراجع میں بے حد روایات پائی جاتی ہیں۔

٦۔ امت مسلمہ پر ایک حق یہ بھی ہے کہ انہیں اہل بیت کے حسب و نسب کے بارے میں پورا یقین ہو کہ خاندانی اعتبار سے پورے قبائل عرب میں یہ لوگ معزز و مکرم اور افضل واشرف ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل علیہ السلام

---

[1] المقنعه: للشیخ المفید (ص: ٤٦)۔

کومنتخب فرمایا۔ بنی اسماعیل میں سے بنو کنانہ کا انتخاب فرمایا، بنو کنانہ میں سے قبیلۂ قریش کو منتخب فرمایا، قبیلہ قریش میں بھی بنو ہاشم کو منتخب فرمایا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرما کر نبوت عطاء فرمائی۔''

۷۔ امت مسلمہ پر آل بیت رسول کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ ان پر زکاۃ اور صدقہ کو حرام قرار دیے دیا گیا ہے، لہٰذا ان کو صدقہ وخیرات دینا یا ان کا خود صدقہ وخیرات لینا کسی صورت میں جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آل بیت رسول ﷺ کے ذاتی تقدس کو زکوٰۃ وخیرات کی آلودگی سے منزہ کیا جا سکے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ صدقہ وخیرات لوگوں کا میل کچیل ہے اس لئے محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے اس کا لینا ناجائز ہے۔ [1]

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''جہاں تک صدقہ وخیرات کا معاملہ ہے تو اس کو نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر اور اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین پر، ان کے تقدس کو آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے، حرام قرار دیا ہے تا کہ ان کی ذات پر بطور تہمت انگلیاں نہ اٹھ سکیں جس طرح کوئی شخص ترکہ نہ چھوڑے تو یہ طبعی امر ہے کہ اس کے ورثاء درہم و دینار سے محروم رہیں گے۔ [2]

یہ اہل، بیت کے اہم ترین حقوق کا بیان تھا جو امت مسلمہ پر اللہ اور رسول کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔ ہم نے ان میں سے مشہور قسم کے چند حقوق کو مختصر طور پر بیان کر دیا ہے۔ یہ وہ حقوق شرعیہ ہیں جو زباں زد خاص وعام ہیں اور ہم نے اس کے بیان میں اختصار کا پہلو اختیار کیا ہے تا کہ طوالت کی وجہ سے لوگ اکتاہٹ محسوس نہ کرنے لگیں، لہٰذا ہم پر ضروری ہے کہ ہم ان کے حقوق کا لحاظ رکھیں، انہیں معلوم کرنے کی بھر پور کوشش کریں اور نبی کریم ﷺ نے

---

[1] صحیح مسلم (ح: ۱۰۷۲)۔

[2] مجموع الفتاویٰ (۳۰/۱۹)۔

آل بیت کے بارے میں جو احکامات صادر فرمائے ہیں ان کی اتباع و پیروی کریں۔ یہ نہ ہو کہ ہم صرف ان کی توقیر و تعظیم کا زبانی دعویٰ کرتے رہیں۔

آل بیت کے لیے مذکورہ حقوق اس وقت ثابت ہوں گے جب دو شرطیں پائی جائیں گی:

(ا)...... پہلی شرط دین اسلام ہے۔ یعنی مسلمان ہو۔ کیونکہ کافر کو مذکورہ حقوق کے مستحقین میں نہیں گردانا جا سکتا۔ اگرچہ وہ نسبت کے اعتبار سے آل رسول ﷺ کا ہی ایک فرد کیوں نہ ہو۔ دین اسلام میں عز و شرف کا معیار تقویٰ ہے، حسب و نسب تو ثانوی چیز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳) ''بلاشبہ تم میں معزز وہ ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہو۔'' نبی اکرم ﷺ نے حسب و نسب پر اعتماد کر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنے والوں کو بہت ڈرایا دھمکایا ہے اور اس پر فخر و مباہات کرنے والوں کو انجام کار سے آگاہ فرما دیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اے فرزندان قریش! اللہ سے اپنے نفس کا سودا کر لو اور اپنے آپ کو اللہ سے خرید کر آزاد کرا لو میں اللہ کے روبرو اس کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتا! اے صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا ''اللہ کے رسول ﷺ کی پھوپھی'' مجھ پر تکیہ کر کے ہرگز نہ بیٹھنا کیونکہ میں آپ کے کام کچھ نہیں آسکتا۔ اے فاطمہ بنت محمد ﷺ مجھ سے میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو مگر یہ بات یاد رکھو کہ میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔''[1]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو کان کھول کر سن لو! تمہارا ایک ہی رب ہے اور تمہارا ایک ہی باپ ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور نہ ہی کسی سرخ کو سیاہ پر اور نہ کسی سیاہ کو سفید پر فوقیت ہے۔ اگر برتری کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہی

[1] صحیح البخاری (ح: ۲۶۰۲)، صحیح مسلم (ح: ۲۰۶)۔

ہے۔'' [1] آپ کو بخوبی معلوم ہونا چاہیے کہ ابولہب پر اس کے کفر اور پھر کسی کی وجہ سے عتاب و عید نازل ہوئی تھی۔

(۲)......حسب ونسب کا آل بیت رسول ﷺ سے منسلک ہونا حقیقت میں بھی ثابت ہو کیونکہ اس شخص کے لئے جو اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ، کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے یا اپنے آپ کو کسی ایسی جماعت یا قبیلہ کی طرف منسوب کرے، حالانکہ حقیقت میں اس قوم یا قبیلہ سے اس کا دور کا بھی رشتہ نہ ہو، تو ایسے شخص کے بارہ میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے [2] ہر وہ شخص جو جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسری شخصیت سے نسبت کا دعویٰ کرے تو اس نے بلاشبہ کفر کا ارتکاب کیا اور اگر کوئی شخص کسی قبیلہ یا قوم میں اپنے آپ کو شمار کرے حالانکہ حقیقت میں اس کا اس قوم، جماعت یا قبیلہ سے کوئی تعلق نہ ہو تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

ان لوگوں سے میری درخواست ہے جو اپنے آپ کو اہل بیت نبی کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ تقویٰ، طہارت اور خشوع وخضوع میں لوگوں کے لئے نمونہ ہوں، اس میدان میں ان کا مقام ومرتبہ بلند ہو، قول وفعل میں تضاد نہ ہو اور ظاہر باطن میں وہ سنت رسول ﷺ کے شیدائی ہوں۔ اس طرح ان میں دو قسم کے فضائل ومحاسن جمع ہو جائیں گے۔ ان میں سے ایک ایمان وتقویٰ ہے اور دوسرا شرف بیت نبوی ﷺ سے انتساب ہے۔

---

[1] رواه احمد (٥/٤١١) وقال شعيب الارنؤوط؛ اسناده صحيح-۔

[2] صحيح البخاری (ح: ٣٣١٧) صحيح مسلم (ح: ٦١)۔

آل بیت کے جن حقوق کو اہل سنت والجماعت شمار کرتے ہیں ان کا اجمالی خاکہ یہ ہے:

۱۔ ان سے محبت ومودت کا برتاؤ کیا جائے۔

۲۔ ان کا دفاع اور حفاظت کی جائے۔

۳۔ ان پر عائد ہونے والے جھوٹے الزامات کی تردید کی جائے۔

۴۔ ان پر درود وسلام بھیجا جائے۔

۵۔ ان کو مالِ غنیمت میں سے خمس دیا جائے۔

۶۔ ان کے خاندان کو تمام خاندانوں سے سمجھا جائے۔

۸۔ ان پر زکوۃ اور صدقہ حرام سمجھا جائے۔

❋......❋......❋

اہل بیت بھی بشر ہیں

حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں یہود کے غلو سے قارئین کرام بخوبی واقف ہوں گے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے غلو فی الدین کا پردہ چاک فرمایا ہے۔

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ﴾ (التوبة: ٣٠)

''یہود کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔''

یہود نے حضرت عزیر کو بشریت کے مرتبہ سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر بٹھا دیا اور ان کو پروردگار کے اوصاف وخصائص میں سے غیب، تصرف، تخلیق وغیرہ کا پرتو قرار دینا شروع کر دیا ان کی کتابوں میں مشہور ومتداول ہے کہ اس عقیدہ الوہیت میں کسی ایسی علت کا وجود تک نہیں ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ اپنے اس عقیدۂ باطل کی تاویل کرسکیں۔

اور جن لوگوں کے باطل عقیدہ الوہیت میں علت کے وجود کا شبہ پایا جاتا ہے وہ اس شبہ کو بطور حجت پیش نہیں کر سکتے۔ وہ نصاریٰ کا گروہ ہے جن کو دنیا آج کر عیسائی کے نام سے یاد کرتی ہے بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حمل مادر میں وجود پذیر ہونا اور آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت بذات خود اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور آپ علیہ السلام اللہ کی روح ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

وَ رَحۡمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا﴾ (مریم:۱۷ تا ۲۱)

''ہم نے اس کے پاس اپنی روح ''یعنی جبریل علیہ السلام'' کو بھیجا وہ ان کے سامنے پورا آدمی بن کر حاضر ہوئے تو حضرت مریم علیہا السلام برملا بول اٹھیں کہ میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تیرے دل میں اللہ کا خوف موجود ہے، اس نے جواب دیا کہ میں تیرے رب کریم کی طرف سے بھیجا ہوا قاصد ہوں، تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں۔ حضرت مریم علیہا السلام حیرت سے بولی بھلا میرے یہاں بچہ کیسے ہوسکتا ہے مجھے تو کسی انسان کی ہوا تک نہیں لگی اور نہ میں بدکار عورت ہوں فرشتہ نے جواب دیا کہ بات تو یہی ہے لیکن تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ وہ مجھ پر بہت آسان ہے ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی اور خاص رحمت بنانا چاہتے ہیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔''

یہ ایک شبہ ہے جس کو نصاریٰ بطور علت پیش کر کے الوہیت عیسیٰ کے جواز کی بھونڈی تاویل کرتے ہیں اور اسی کو حجت بنا کر حضرت مسیح ابن مریم علیہا السلام کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بعض خصائص کا انہیں پرتو سمجھتے ہیں مگر ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض معجزات کی وجہ سے ابن اللہ کہنا جہالت اور نادانی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کا تذکرہ فرما کر اس اشکال کا ازالہ فرما دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ رَسُوۡلًا اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنِّىۡ قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ اَنِّىۡۤ اَخۡلُقُ لَـكُمۡ مِّنَ الطِّيۡنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّيۡرِ﴾ (آل عمران:۴۹)

''اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا میں تمہارے پاس تمہارے لئے نشانی لایا ہوں میں تمہارے لئے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں۔''

اس سے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں غلو کرنا شروع کر دیا اور اس میں حد

سے تجاوز کر گئے حتیٰ کہ ان کے زندہ آسمان پر اٹھا لینے سے ان کو مزید تقویت مل گئی، اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا o بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ (النساء:۱۵۷، ۱۵۸)

''اوران کے یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے انہیں قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کے لئے ان کا شبیہ بنا دیا گیا تھا اور یقین جانو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں حالانکہ انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی پیشین گوئی فرمادی تھی کہ عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا شروع کر دیں گے اور انہیں کے رنگ میں رنگے جائیں گے بلاشبہ اس دور میں یہ پیشین گوئی برحق ثابت ہو چکی ہے کیونکہ بعض لوگوں نے آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلو کر کے اُن پہلوؤں کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔

بلکہ بعض لوگوں نے اس قسم کی غلو بازی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک کا خیال نہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی غلو کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور انہیں اس بارے میں کچھ بھی علم نہیں سوائے وہم وگمان کے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی الوہیت کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام سے افضل واشرف ہیں اور بلاشبہ یہ حقیقت بھی ہے۔ مگر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی تاویل کرتے ہوئے یہ کہہ بیٹھے کہ اگر ایسا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن خصائص اور اوصاف سے متصف ہیں انہیں اوصاف و خصائص سے نبی کریم ﷺ کو بھی متصف قرار دیا جائے گا بلکہ آپ ﷺ کی ذات اس سے بڑھ کر مزید خصائص و اوصاف سے متصف ہونے کا حق رکھتی ہے۔تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ۔

وہ لوگ جو اس قسم کی غلو بازی کا شکار ہیں کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان برحق کو پس پشت ڈال دیا ہے ۔جس میں اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی عبدیت کا ذکر کر کے ان دونوں کی بشریت پر مہر ثبت فرمادی اور سارے چور دروازے بند کر دیے ہیں تاکہ تعلیمات اسلامیہ اور عقائد دینیہ کے انمول خزانے پر نقب زنی کی گنجائش باقی نہ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں قرآن کریم میں خود آپ ﷺ کی زبانی ارشاد فرماتا ہے۔

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکہف:۱۱۰)

”اے نبی ﷺ آپ فرمادیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ میری جانب وحی کی جاتی ہے بلاشبہ تم سب کا صرف ایک ہی معبود ہے جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے نیک اعمال کرنا چاہیں اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا چاہیے۔“

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ﴾ (الکہف:۱)

”تمام تعریفات کا اس ذات کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖo﴾ (الفرقان:۱)

''وہ ذات نہایت بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا۔''

علاوہ ازیں معراج جیسے اہم ترین موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی بشریت کے اثبات کا اعلان فرمایا ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُo﴾ (الاسراء:۱)

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لیکر گئی جس کے اردگرد ہم نے برکت ہی برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خشوع وخضوع اور طاعت وفرمانبرداری کے سیاق میں آپ ﷺ کی بشریت کا اثبات فرمایا ہے:

﴿وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُo﴾ (الجن:۱۹)

''اور جب اللہ کا بندہ کھڑے ہو کر اس سے دعا کرنے لگا۔''

آیت مذکورہ بھی آپ ﷺ کی بشریت کی بین دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جس باہمی گفتگو کی قرآن کریم نے تصویر کشی کی ہے اس سے بھی یہ مسئلہ پورے طور پر واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ مزید وضاحت کے ساتھ بھی بیان موجود ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا

لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝﴾ (المائدہ:۱۱۶، ۱۱۸)

’’اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جس وقت اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائے گا اے عیسیٰ کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود بناؤ؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے اللہ تیری ذات مقدس ہے اور میں تجھ کو منزہ ومبرا سمجھتا ہوں مجھ کو کیونکر زیب دے سکتا تھا کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں؟ اگر میں نے ایسی بات کہی ہے تو آپ کو اس کا علم ہوگا تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے اور تیرے نفس میں جو کچھ ہے میں اس کو نہیں جانتا تو ہر قسم کے غیبوں کو جاننے والے ہیں۔‘‘

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جناب عیسیٰ کا وہ خطاب ہے جس میں انہوں نے اپنی قوم کو مخاطب کیا تھا۔اس میں بھی بشریت کا اثبات ہے۔ چنانچہ رب کریم کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی فرمان ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ﴾ (آل عمران:۵۱)

’’اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو۔‘‘

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا۝﴾ (مریم:۳۰)

''فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی عبدیت کا اعلان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی بشریت کا اثبات فرمایا ہے۔

﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ﴾ (المائدہ:۷۵)

''حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہما السلام بجز رسول ہونے کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گذر چکے ہیں ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں دونوں ماں بیٹے تقاضائے بشریت کھانا کھایا کرتے تھے۔''

بشریت عیسیٰ علیہ السلام اثبات میں ایک جگہ اور بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ﴾

(المائدہ:۷۲)

''خود مسیح علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔''

یہ آیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشریت بارے میں نازل ہوئیں۔

ہماری قارئین کرام سے گزارش ہے کہ سورۂ مائدہ کی آخری آیات کا غور سے مطالعہ کریں تاکہ حقیقت حال کھل کر سامنے آجائے۔

جنہوں نے ائمہ کرام اور اولیاء عظام کے سلسلہ میں غلو بازی اپنا شیوہ بنا رکھا ہے ان لوگوں پر بڑی حیرت ہوتی ہے۔ کیونکہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ کا کھلم کھلا تعارض کرتے ہوئے اپنی مذہبی کتابوں میں قصے کہانیاں اور اوہام وخرافات گڑھ کر لکھنا شروع کردیئے ہیں اور اپنے ائمہ واولیاء کو انبیاء ورسل پر فوقیت دی ہے۔

علمی مرکز حوزہ سے تعلق رکھنے والے شیعہ طلبہ اور اساتذہ سے بعض کے ساتھ میرے مباحثے بھی ہوئے مگران کا عجیب وغریب دعویٰ ہے جس کی نہ تو اصل ہے اور نہ کوئی بنیاد۔بس ان کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اماموں کو علم غیب میں سے بعض حصہ پر مطلع فرما دیا ہے یا ان کو اس پر تصرف عطا فرما دیا ہے۔ مذکورہ لوگوں نے اوہام وخرافات کو اپنا عقیدہ بنالیا ہے نیز ان کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو امام منتظر کے غائبانہ میں آسمان کی طرف اٹھایا گیا ہے۔

اگر چہ یہ مسئلہ ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے تاہم موقع کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر بحث کرنا اور اس کا جواب دینا وقت کی ضرورت ہے لہٰذا ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے وہ جس وقت جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے جیسا کہ متعدد جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝﴾ (یٰس:۸۲)

''وہ جب کبھی کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اسے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں واضح طور بیان فرما دیا ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو چیزیں بطور خرق عادت عطا فرمائی تھیں ان کا تعلق معجزات الٰہیہ سے ہے انبیاء کرام کے ہاتھوں سے خرق عادت چیزوں کا ظہور، معجزہ کہلاتا ہے، ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی تائید کرتا ہے۔قرآن وسنت کی رو سے کہیں بھی اس بات کا اشارہ نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور کو بھی معجزہ سے نوازا ہو لہٰذا پورے وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ معجزہ انبیاء کرام کا خاصہ ہے اور یہ معاملہ انہیں کے ساتھ مختص رہے گا۔گویا انبیاء کرام کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے اس کو ثابت کرنا عقل ونقل واضح خلاف ورزی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن معجزات کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کر دیا ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہمیشہ کے لئے خاص رہیں گے ان میں کسی دوسرے کی شرکت کا

جواز نہ ہے اور نہ ہوگا۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جن خرق عادت چیزوں کا بطور معجزہ ظہور فرمایا ہے انہیں کو ائمہ کرام یا اولیاء عظام کے لئے ثابت کرنا عقل ونقل کے خلاف ہے کیونکہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور جس چیز کا کتاب وسنت سے کوئی ثبوت نہ ہو وہ مردود ہے اگر فرض کرلیا جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان معجزات میں سے بعض معجزے غیر رسل علیہم السلام کو بھی بطور تائید عطا فرما دیئے ہیں تو وہ معجزہ معجزہ کہاں رہا کیونکہ اس سے انبیاء کا اعجاز ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیعوں کے عقیدۂ باطلہ کے اثبات میں نہ تو کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ ہی نقلی۔

اگر کہا جائے کہ ہم ائمہ اور اولیاء کے حق میں اس کو معجزہ نہیں سمجھتے بلکہ ہم تو ان کے حق میں اس کو کرامت گردانتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم کرامات کو برحق سمجھتے ہیں لیکن کرامت اور معجزے میں فرق ہے۔ کرامات اور معجزات کو ایک ہی شمار کرنا خلاف واقع ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی مستقل حیثیت ہے، دونوں کو ایک سمجھنا عقل ونقل خلاف ہے ہم یہاں اپنے موضوع سے ہٹ کر دوسرے موضوع میں الجھنا نہیں چاہتے اگر آپ مزید تفصیلات کے خواہاں ہیں تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی معرکۃ الآراء کتاب "الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان" کا مطالعہ ضرور کریں۔

ہم شیعہ حضرات کے بارے میں اپنی گفتگو کا محور ایک متفق علیہ مسئلہ کو بناتے ہیں اور وہ مسئلہ اللہ کی قدرت کا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات کے عقائد کی مختلف کڑیوں میں سے ایک کڑی یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے ائمہ کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں یہ عقیدۂ فاسدہ گڑھ رکھا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نعوذ باللہ ان حضرات کو اپنی قدرت وتصرف میں شریک کر رکھا ہے اور ان کو ان مقامات عالیہ اور ان خصائص الٰہیہ میں تصرف کا حق دے رکھا ہے جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ ہم ان سے مندرجہ ذیل سوالات کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

ا: تمہارے مطابق ائمہ کرام علم غیب جانتے تھے ہمارا تم سے سوال یہ ہے کہ ذرا اپنے اس

قول کونصوص شرعیہ سے ثابت کر کے تو دکھاؤ! تم کس دلیل کی بنیاد پر ان کوعلم غیب کا حامل قرار دیتے ہو؟ اس پر کہاں ہیں تمہارے دلائل اور براہین؟ اگر ہیں تو انہیں علماء دین کے سامنے لاکر پیش کرو!

۲: تمہارے مطابق ائمہ اور اولیاء اس عالم رنگ و بو میں تصرف کے حق دار ہیں تو نصوص شرعیہ کی رو سے کیا تمہارے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل بھی موجود ہے؟ اگر ہے تو اسے پیش کرو!

۳: تمہارے اس عقیدہ کا کیا ثبوت ہے کہ جن ائمہ کرام کو آپ نے اماموں کا خطاب دیا یہی لوگ شفاعت کبریٰ کے حق دار ہیں ان کے علاوہ دوسرے ائمہ آپ کے نزدیک شفاعت کا حق نہیں رکھتے۔ آپ کس دلیل کا سہارا لے کر یہ عقیدہ رکھتے ہیں اگر آپ کے پاس دلائل و براہین ہیں تو بلا دریغ انہیں لاکر پیش کریں!

۴: آپ کے عقیدہ کی رو سے شہداء کرام کی شفاعت کا بطلان لازم آتا ہے حالانکہ یہ شفاعت نص صریح کے ذریعہ سے ثابت ہے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک شفاعت کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے جس کا نام شفاعت کبری ہے شفاعت کی دوسری قسم کا نام ''شفاعت عامہ'' ہے لیکن آپ نے اپنے اعتقاد کے مطابق شفاعت کی ثابت شدہ تمام اقسام کو کسی دلیل و حجت کے بغیر باطل قرار دے دیا جو اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر شب خوں مارنے کے مترادف ہے۔ [1]

۵: آپ کے اس عقیدہ کا کیا ثبوت ہے کہ ائمہ کرام اور اولیاء عظام مردوں کو زندہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس اس بات کی کوئی دلیل موجود ہے اگر ہے تو

---

[1] ملاحظہ فرمائیں: شرح العقیدۃ الطحاویہ (ص: ۲۹۰۔۲۹۴) اور (الشفاعۃ۔ تالیف مقبل الوادعی) (ص: ۱۳۰۔۱۵۵)۔

براہ کرم اسے پیش کرنے کی زحمت گوارا کریں گے

٦: اس قسم کے بہت سے شیعی عقائد ہیں جو مذہب میں غلو بازی کا کرشمہ ہیں جس کی وجہ سے شیعہ حضرات بے شمار عقائد باطلہ کا شکار ہو چکے ہیں جس کے اثبات میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ اگر تمہارے پاس دلائل ہیں تو ان کو پیش کرو۔ ﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (البقرہ:۱۱۱) ''اے نبی ﷺ! آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔''

اگر یہ کہا جائے کہ ان کے یہاں بعض ایسی روایات کا وجود پایا جاتا ہے جو ان کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں تو ہماری ان سے گزارش ہے کہ ان روایات کو لاکر علماء کرام کے سامنے پیش کریں اور اس کی صحت کو بھی ثابت کریں اگر واقعی وہ سچے ہیں تو ہم کہیں گے کہ وہ حق بجانب ہیں اور حقیقت میں وہ ایسا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

شیعہ کی کتاب ''کافی'' کی صحت پر آج بھی ان کے جمہور متفق نہیں ہیں۔ حتی کہ ان کے ہاں صحت وضعف کا کوئی معیار ہی نہیں ہے جس کی بنیاد پر صحیح احادیث کو ختیار کیا جا سکے کسی صحیح ترین کتاب کا وجود تو بہت دور کی بات ہے جس پر ان کے علماء کا اتفاق ہو۔ یہ شیعہ کے چند بڑے اور اہم عقائد ہیں جن کا قران وحدیث میں کہیں بھی ذکر تک نہیں ملتا ہے۔

............*

بحث کا ماحصل اور لب لباب

اس بات میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اہل بیت رسول ﷺ کے بارے میں صحیح موقف اختیار کرنے میں توفیق الٰہی شامل ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے موقف میں صائب الرائے ہیں کیونکہ وہ اہل بیت رسول ﷺ کے بارے میں اعتدال کی روش اختیار کرتے ہیں اور وہ ان سے تعلق اور حقیقی محبت رکھتے ہیں اور بذات خود ان کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ وہ ان کی عظمت شان سے بخوبی آشنا ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آل بیت رسول ﷺ بشر ہیں تاہم کہ ان میں سے بعض نے عبادت وریاضت میں بڑی شہرت حاصل کی جب کہ بعض نے علم ومعرفت کی دنیا میں نام کمایا اور ان میں سے بعض لوگ وہ ہیں جنھوں نے شجاعت وبہادری کے جوہر دکھلائے اور ان میں وہ بھی ہیں جنھوں نے ورع وتقویٰ کو اپنا شعار بنایا غرض یہ کہ خیر ورشد کے حصول میں پہلوتہی اختیار کرنا انہوں نے اپنے لئے باعث عار سمجھا، یہی وجہ ہے ان کا دامن خیرات وبرکات سے بھرا ہوا دکھائی دیتا ہے اور ان میں سے بعض لوگ وہ بھی ہیں جن کی اس مرتبہ تک رسائی نہ ہوسکی۔

اہل سنت والجماعت آل بیت رسول ﷺ سے طبعی محبت کرتے ہیں ہر ایک ایسی محبت ہے جو بشریت کا تقاضا ہے اہل بیت رسول ﷺ بھی چونکہ بشر ہیں اس لہٰذا ان سے بھی نادانستہ طور پر کبھی غلطی سرزد ہوجاتی ہے کیونکہ غلطی بشریت کا خاصہ ہے ان کو فرشتہ نہ سمجھا جائے بلکہ بشر ہی گردانا جائے وہ بھی اللہ کے بندے ہیں مگر رسول اللہ کو ان میں شامل نہ کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات معصوم عن الخطا ہے۔

اہل سنت والجماعت کے علاوہ دوسرے لوگوں نے آل بیت رسول ﷺ سے محبت ان

کے بعض عظیم الشان خصائص اوصاف کی وجہ سے کی ہے۔جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں متصف کیا ہے۔یہی وجہ ہے لوگوں کی عقل و دانش سے یہ بات ماورا ہے، جسے ان کا ذہن ماننے کو تیار نہیں ہے کہ آل بیت رسول ﷺ سے کسی غلو کے بغیر طبعی اور بشری تقاضہ کے مطابق بھی محبت ہوسکتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ذہن سازی ہی ایک ایسے ماحول میں ہوئی ہے جہاں آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں مبالغہ آرائی اور غلو بازی کا دوردورہ ہے ۔ لہٰذا بعید از قیاس ہے کہ وہ آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں طبعی اور بشری محبت کو تسلیم کریں۔

ہم سے بہت سے لوگوں نے یہ کہا، خصوصاً وہ لوگ جن سے میرا بحث ومباحثہ ہو چکا ہے کہ آل بیت رسول ﷺ کے بارے میں آپ ہم سے کس قسم کی محبت کے خواہاں ہیں؟ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں، آپ کے نزدیک نہ تو وہ صاحب معجزہ ہیں اور نہ ہی معصوم ہیں تو کیا فقط رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے ان سے محبت روا رکھی جائے؟

ان کی خدمت میں ہمارا یہی جواب ہے کہ ہاں ہم ان سے خالص محبت روا رکھتے ہیں چنانچہ حضرت حسن، حسین، جعفر، عقیل اور عباس کی اولاد علیہم السلام نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ اور قرابت میں برابر ہیں لہٰذا مرتبہ میں بھی سب کے سب برابر ہی گردانے جائیں گے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ ان کی اولادوں میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد ہی کو کیوں فوقیت دیتے ہیں حالانکہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہ نسب اور قرابت دونوں میں آپ کے ہم پلہ ہیں۔ یہاں اہل سنت والجماعت اور غیر اہل سنت والجماعت کے درمیان اہل بیت کی محبت میں فرق واضح ہوکر سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ دونوں محبتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے جن کی غرض وغایت الگ الگ ہے۔

کیونکہ غیر اہل سنت والجماعت کی محبت غلو بازی اور مبالغہ آرائی کی وجہ سے ہے جو انہوں نے اپنے ائمہ اور اولیاء کے بارے میں اختیار کر رکھی ہے اور جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ

کے خصائص کی خلعت پہنا رکھی ہے۔ یاد رہے ان کی ائمہ اور اولیا سے محبت خالص اور حقیقی نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ جو خصائص واوصاف وابستہ کر دیئے گئے ہیں یہ محبت ان کی وجہ سے ہے۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے، ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اس حقیقت بیانی کے بعد آپ ہی بتلائیں کہ ہم دونوں میں محبت کے اعتبار سے کون سچا ہے؟ جس نے حقیت میں محبت کی ہے یا جس نے اوہام وخیالات میں یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارین کرام کے سامنے شیعہ حضرات کے غلو کی حقیقت کو کھول کر بیان کرنے کے لیے ان کی معتبر ترین کتاب "و کافی للکنچی" کے چند اقتباسات نقل کر دیے جائیں۔

کتاب مذکور کے چند ابواب بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

ایک باب میں صاحب کتاب نے اپنے ائمہ کرام کے بارے میں غلو بازی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ائمہ علیہم السلام کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ ان کو کب موت آئے گی اور وہ اپنے اختیار سے ہی موت کے آغوش میں جاتے ہیں۔" (۱/ ۲۵۸)۔

ایک باب میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ ائمہ کرام علیہم السلام ماضی، حال، مستقبل کے احوال کی خبر رکھتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ کیا ہوا، کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ گویا ان پر کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں۔نعوذباللہ من ذلك۔(۱/ ۲٦۰)

ایک باب میں قلم بند فرمایا ہے کہ ائمہ علیہم السلام ان تمام علوم سے باخبر ہیں جن کو ملائکہ، انبیاء اور رسل علیہم السلام پر اتارا گیا مراد یہ کہ ائمہ کرام کا مرتبہ ملائکہ، انبیاء اور رسل علیہم السلام سے بھی بڑھ کر ہے اور وہ ان کو دی گئی تمام خبروں اور ان پر اتارے گئے تمام پیغاموں سے مطلع ہیں۔

(۱/ ۲۵۵)

ایک باب میں صاحب کتاب نے انکشاف کیا ہے کہ اگر لوگوں پر کسی معاملہ کی حقیقت نہیں کھل پاتی ہے تو ائمہ کرام ان کو اس کے بارے میں مطلع فرما دیتے ہیں اور یہ بھی بتا دیتے ہیں آئندہ ان کے حق میں خوشحالی اور فراخی ہے یا وہ مصیبت اور ناگہانی سے دوچار ہونے

والے ہیں مراد یہ کہ ان کا علم اتنا وسیع ہے کہ وہ غیب کی خبر رکھتے ہیں۔ نعوذباللّٰہ (۲۶۴/۱)

ایک باب میں انہوں نے یہ خبر دی ہے کہا ئمہ علیہم السلام کے پاس تمام آسمانی کتابیں مــــن وعـن محفوظ ومامون ہیں مختلف زبانوں میں ہونے کے باوجود، وہ ان تمام کتابوں کا علم رکھتے ہیں یعنی ان کا علم محیط اور وسیع ہے گویا انہوں نے ائمہ کرام کو الوہیت کے مقام پر فائز کردیا ہے۔ نعوذباللہ من ذلك۔ (۱/ ۲۲۷)

شیعہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے امام کی تعیین کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اہم قرار دیا ہے آیت اللہ مرزا خراسانی فرماتے ہیں: ''امام کی تعیین انبیاء اور رسل کی بعثت سے بھی اہم ہے امام کی تعیین سے روگردانی مقاصد کا گلا گھوٹ دینے اور مذہب کا قلع قمع کر دینے کے مترادف ہے۔ ❶

اس سے بھی ایک قدم آگے امام خمینی نے جرات کا اظہار کر کے ائمہ کرام کو نبیوں، رسولوں اور فرشتوں سے بھی بلند و بالا قرار دیا ہے۔ ان کا قول ہے کہ امام کے لئے مقام محمود میں بلند و بالا مرتبہ ہے اور خلافت تکوینی ہے کائنات کی تمام چیزیں اس کے مطیع ہیں ہمارے مذہب کی ضروریات یہ ہیں کہ ہمارا امام اس مقام پر فائز ہو جہاں نہ تو کسی مقرب فرشتہ کی رسائی ہو اور نہ کسی نبی مرسل کی پہنچ۔ ❷

ائمہ کرام کے بارے میں شیعہ کتب سے ماخوذ غلو بازی کے بعض تعجب خیز نمونے تھے۔

آل بیت علیہم السلام سے تواتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے اور ہم نشینوں سے کہا کرتے تھے ''اے لوگو! ہماری ذات سے اسلامی اخوت اور بھائی چارگی روا رکھو اگر یہ محبت

---

❶ مزید تفصیل کے لئے (معجزہ اور اسلام) نامی کتابچہ ملاحظہ فرمائیں (ص: ۱۰۷)۔

❷ ملاحظہ ہو: (الحکومة الاسلامیه) نامی کتاب (ص: ۵۲)۔

اپنی حدود سے تجاوز کر گئی تو یہ ہمارے لئے باعث عار۔ ❶

جناب مجلسی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے بارے میں غلو بازی سے کام نہ لو، اگر تم ہمیں القاب وآداب سے نوازنا چاہتے ہو تو ہمارے لئے یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ ہم اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہیں۔ ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں کیونکر نبی ہو سکتا ہوں میں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ ❸

حضرت الکشی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: میں نے ابوعبداللہ علیہم السلام سے کہا لوگوں کا آپ کے بارے میں کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ بارش کے قطرات کا علم رکھتے، ستاروں کی تعداد کی واقفیت رکھتے ہیں، درختوں کے پتوں کے عدد جانتے ہیں، سمندروں میں جو کچھ ہے اس کا اندازہ آپ کے علم میں ہے اور ریت کے ایک ایک ذرے کا حساب آپ رضی اللہ عنہ کے احاطۂ قدرت میں ہے یہ بات سن کر آپ رضی اللہ عنہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے بڑے تعجب خیز انداز میں فرمایا ان چیزوں کا علم اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہے۔'' ❹

حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ''اہل کوفہ میرے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں اگر میں اس کو قبول کرلوں تو زمین مجھے نگل جائے گی۔ میں تو اللہ کا پابند بندہ ہوں جو اپنے نفع اور نقصان کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا۔'' ❺

---

❶ ملاحظہ ہو: (البدایہ والنهایه۔) (۹/ ۱۱۰)۔

❷ ملاحظہ ہو: بحارالانوار (۲۵/ ۲۷۰)

❸ بحار الانوار (۸/ ۳۸۳)۔

❹ ملاحظہ ہو: رجال الکشی (ص: ۱۹۳)

❺ ملاحظہ ہو: (تنقیهح المقال) (۳/ ۳۳۲)۔

آل بیت کی محبت، دعوی اور حقیقت!

محترم بھائیو! یہ مختصر مضمون ہماری کتاب کا خلاصہ ہے۔ میری قارئین کرام سے گزارش ہے کہ تدبر و تفکر کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں اور اس کی ورق گردانی میں حاضر دماغی سے کام لیں میں نے آپ ہی کو قاضی بنا دیا ہے اب آپ کی صوابدید پر ہے آپ اس دعویٰ کی صحت یا بطلان پر مہر ثبت کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''اگر لوگوں کو ان کے دعووں کے بنیاد پر دیا جانے لگے تو لوگ بے ڈھڑک لوگوں سے خوں بہا اور مال و دولت کا مطالبہ کرنے لگیں لیکن مدعی کو دعویٰ کا ثبوت پیش کرنا لازمی ہے۔'' [1]

لہٰذا پورے وثوق کے ساتھ یہ کہنے کے مجاز ہوں کہ ہمارے پاس آل بیت رسول ﷺ سے محبت کے دعویٰ کی قطعی دلائل موجود ہیں! لہٰذا ہم ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم اپنے اس دعویٰ میں حق بجانب ہیں یا دعویٰ صرف دعویٰ کی حد تک ہے۔

چنانچہ آپ کا یہ کہنا کہ میں شیعہ ہوں آل بیت رسول ﷺ سے نسبت رکھتا ہوں اور ان سے محبت کرتا ہوں! اور اُن کا پیروکار رہوں یہ محض آپ کا زبانی دعویٰ ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں ہم آپ سے سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آپ کے دعوے، محض دعوے ہیں ان کا نہ تو سر ہے اور نہ اگر حقیقت میں آپ اپنے کلام میں سچے ہیں تو اس کی دلیل کیا ہے آپ اس کا ثبوت پیش کر کے اپنی بات کو ثابت کریں کہاں ہیں آپ کے دلائل ذرا آپ اپنے دلائل علماء کرام کے سامنے پیش کر کے اشکالات کا ازالہ کریں۔

ہمارے نزدیک آل بیت رسول ﷺ سے انتساب باعث اعزاز و افتخار، ہے حتیٰ کہ

---

[1] صحيح مسلم (ح: ۱۷۱۱)، مسند احمد (۲٤۲/۱)۔

عزوشرف کے جتنے مراتب ہو سکتے ہیں وہ سارے کے سارے آل بیت رسول ﷺ سے انتساب کی وجہ سے میسر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اس خاندان کی طرف نسبت کرنے والا شخص بہت سے دینی و دنیاوی فوائد و منافع کا حق دار بن جاتا ہے یہ ایک حقیقت ہے جو نصوص شرعیہ سے ثابت ہے ہم بخوبی واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر شخص آل بیت رسول ﷺ سے محبت ومودت کا دم بھرتا اور ان کی تعظیم وتوقیر کا دعویٰ کرتا ہے۔

مثال کے طور پر شیعہ کے فرقہ زیدیہ کو پیش کیا جا سکتا ہے فرقہ زیدیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا متبع کہتے ہیں بلکہ فرقہ امام باقر رحمہ اللہ کے بعد ان کی امامت کے بھی قائل ہیں۔ یہ لوگ اس وقت ملک یمن میں رہائش پذیر ہیں اس کے علاوہ عمومی طور پر دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی پائے جاتے ہیں۔ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں آل بیت رسول ﷺ سے محبت کا شرف وراثت میں ملا ہے اور وہی آل محمد ﷺ کے حقیقی پیروکار ہیں۔

فرقہ اسماعیلیہ: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جعفر صادق کے بڑے بیٹے اسماعیل بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں اور ان کی وفات کے بعد بھی انہیں کی امامت پر قائم ہیں۔،اور وہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ امامت ان کے بھائی موسیٰ کی طرف منتقل ہوگئی تھی حضرت موسی رضی اللہ عنہ کی امامت اور بیعت سے یہ لوگ اپنے مابین اختلاف کے باوجود اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی شیعہ ائمہ علیہم السلام کی اتباع کرنے والے ہیں ان کے علاوہ نہ تو کوئی شیعہ ہے اور نہ ائمہ کرام کی کا پیروکار یہ فرقہ ہندوستان اور یمن کے علاوہ دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہے۔

تیسرا فرقۂ اثنا عشریہ: یہ شیعوں کا وہ فرقہ ہے جس نے امامت کو بارہ اماموں کے میں محدود کر دیا ہے انہیں بارہ اماموں کی نسبت سے اثنا عشریہ کہا جانے لگا۔ان کا دعویٰ ہے کہ یہی لوگ ائمہ آل بیت رسول ﷺ کے پکے اور سچے متبع ہیں وہ اپنے علاوہ تمام

لوگوں کو نواصب کے لقب سے موسوم کرتے ہیں۔

یہ شیعہ کے بعض فرقے ہیں جن کا الگ الگ دعوی ہے کوئی ہے جو ان کے اوہام اور خرافات کی تصدیق کرے اوران کے دلائل پیش کرے کیا ان کے مذکورہ بالا عقائد کے سلسلہ میں کوئی ثبوت موجود ہے اگر ہے تو کہاں ہے؟

جہاں تک اہل سنت والجماعت کا تعلق ہے تو وہ اپنے جماعتی اختلافاف کے باوجود آل بیت رسول ﷺ کو عموم پر محمول کرتے ہیں انہوں نے آل بیت رسول ﷺ کو چند افراد کے مجموعہ پر منحصر نہیں سمجھا بلکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آل بیت رسول ﷺ کے عموم میں حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہم اجمعین بھی داخل ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو بھی آل بیت رسول ﷺ میں شامل سمجھتے ہیں اہل سنت والجماعت اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے پاس اپنے اس دعوے کے دلائل بھی موجود ہیں جن میں سے چند دلائل کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ رسول اللہ کی ذات میں کمال پایا جاتا ہے۔

۲۔ اہل بیت کی محبت اسی کمال و برکت کی مرہونِ منت ہے

۳۔ صحابہ کرام کا شرف بھی آپ کی صحبت کا فیضان ہے۔

پس ہم صحابہ کرام سے محبت کرتے ہیں اوران کا دفاع بھی کرتے ہیں۔ ان کے فضائل بیان کرتے ہیں اوران کا جہد بھی ذکر کرتے ہیں نیز رسول اللہ کی مدد میں ان کی کاوش اورصبر کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

قرآن حکیم اور سنت رسول میں ان کے حق میں کثرت سے دلائل پائے جاتے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ کے اصحاب ہیں۔ اور محبت رسول بذات خود ایک بہت بڑا شرف ہے۔ اس کا ایک خاص مقام ہے اصحاب رسول کے سروں پر یہی تو چمکتا تاج ہے۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک امامت کی برہان

اہل سنت والجماعت کے نزدیک آل بیت رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی قدرومنزلت نبی کریم ﷺ کی ذات سے ان کی قرابت اور تعلق کی وجہ سے ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ انہیں دین اسلام میں سبقت حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی ذات حجت اور سند ہے اور وہ اہل بیت رضی اللہ عنہ کے امام اور قائد ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک انسانوں کے سردار رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی حقیقی اتباع ہے کیونکہ ان کے نزدیک......

۱۔ اگر کوئی سید البشر کہلانے کا مستحق ہے تو وہ نبی کریم ﷺ ہی کی ذات ہے

۲۔ محشر کے دن اگر کوئی شفاعت کا حق رکھتا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

۳۔ رسول اللہ ہی کو حمد کا جھنڈا دیا جائے گا

۴۔ آپ ﷺ ہی مقام محمود سے نوازے جائیں گے۔

۵۔ آپ ﷺ ہی کو حوض کوثر عطاء فرمایا جائے گا اور آپ ﷺ صاحب حوض کوثر کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے ہیں۔

۶۔ آپ ﷺ جنت میں بلند مقام پر فائز ہوں گے

۷۔ اللہ کی ذات کی معرفت رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے اگر نبی کریم ﷺ کا واسطہ نہ ہوتو ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت ناممکن ہے لہٰذا اگر ہم معرفت الٰہی سے بہرہ ور ہیں تو اس میں بھی نبی کریم ﷺ کی ذات ذریعہ اور واسطہ ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے رسول اللہ ﷺ

نے اسے ہم تک پہنچایا ہے اوران کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ کی عبادت رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پر کی جائے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ ساری انسانیت کے لئے حجت اور دلیل ہیں علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی معرفت کا ذریعہ بھی نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہے اگر نبی کریم ﷺ کا ذریعہ نہ ہوتو ہم اللہ کے اسماء وصفات کی معرفت سے کورے رہ جائیں گےاور اللہ کی قربت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس وقت تک پایۂ تکمیل تک نہیں ہوسکتی جب تک اسے رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ پرادانہ کیا جائے یہی وجہ ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت بحثیت مجموعی اللہ کی عبادت ،رسول اللہ ﷺ کے طریقہ عبادت کے مطابق کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اسوہ ونمونہ ہیں ہم عبادت کے معاملہ میں آپ ﷺ کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ہم اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے طریقہ سے ہٹ کرکوئی نئی راہ سے گریز کرتے ہیں کیونکہ ہروہ عبادت جسے کرنے کی نبی کریم ﷺ نے اجازت نہیں دی، وہ مردود ہےاوراسی کو اصطلاحِ عرف میں بدعت کہا جاتا ہے۔

آپ ان تین آدمیوں کے واقعہ کا بغورمطالعہ فرمائیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے بارے میں دریافت فرمایا اورکہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کوبخش دیا ہےلیکن ہم گناہ گار ہیں لہٰذا ہمیں زیادہ سے زیادہ عبادت وریاضت کرنی چاہئے ان میں سے ایک نے نذرمانی کہ وہ ساری رات قیام کیا کرے گا اوردوسرے شخص نے کہا کہ وہ بلاناغہ روزے رکھے گا اورتیسرے نے عہد کیا کہ وہ عبادت کی غرض سے شادی بیاہ سے کنارہ کشی اختیارکرے گا اگرچہ مذکورہ بالا اشخاص نے عبادت کرنے کا ہی ارادہ اورعہد کیا تھا لیکن طریقہ رسول نہ ہونیکی وجہ سے رسول اللہ نے سختی سے منع فرمادیا اورکہا فمن رغب عن سنتی فلیس منی)[1] بلاشبہ جس نے میری سنت سے اورمیرے طریقہ سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔'' مراد یہ کہ جو عبادت سنت رسول کے مخالف ہووہ مردود ہے اور چونکہ مذکورہ بالا طریقہ سنت نبوی ﷺ کے مخالف

---

[1] صحیح البخاری (ح: ٤٧٧٦)، صحیح مسلم (ح: ١٤٠١)۔

ہے لہٰذا اس کے ادا کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے قلبی محبت اور لگاؤ ایک مومن کے لئے ضروری ہے ۔آپ ﷺ کی ذات ہمارے لیے ہمارے جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

خود ہمارے نفوس اور ہماری جانوں سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کی محبت ہو کیونکہ محبت رسول ﷺ ہمارے عقیدہ کا جز ہے ۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے :''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان ،اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ۔'' [1]

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے اور ہمیں یہ علم ہونا چاہیے کہ نماز میں ہم نبی کریم ﷺ پر جو درود بھیجتے ہیں اس کو درود ابراہیمی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اہل سنت والجماعت ہر دعا میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کو مشروع قرار دیتے ہیں اس بارے میں ان کا کہنا یہ ہے کہ دعا میں درود پڑھنا قبول دعا کا قوی ترین سبب ہے اہل سنت والجماعت اذان سے اس کی فراغت کے بعد بھی نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے قائل ہیں اس کے بعد اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں جو دعائے اذان کے نام سے مشہور ہے (اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلاۃ القائمۃ آت محمد......الخ) [2]

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع واجب ہے اور آپ ﷺ ہی آخری رسول ہیں اس میں کسی مومن کا اختلاف نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے اقوال وافعال کی وجہ سے حجت اور سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا کہنا ہے کہ آل بیت رسول ﷺ میں اگر کسی نے مقام حاصل کیا

---

[1] صحیح البخاری (ح: ١٤۔١٥)، صحیح مسلم (ح : ٤٤)۔

[2] صحیح البخاری (ح: ٥٨٩)۔

تو وہ بھی آپ ﷺ کی اتباع اور قرابت کی وجہ سے تو پتہ یہ چلا کہ اتباع کے لائق اصل نبی کریم ﷺ کی ہی ذات ہے اور اہل سنت والجماعت کا کہنا ہے کہ آل بیت میں سے اگر کوئی ذات امامت میں درجہ کمال پر فائز ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ائمہ اہل بیت میں اگر کوئی ذات حجیت کا درجہ رکھتی ہے تو وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کا جواز باقی رہ جاتا ہے کہ اہل سنت والجماعت، اہل بیت رسول ﷺ سے محبت نہیں کرتے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات سے اہل سنت والجماعت کا بڑا گہرا اور بہت ہی مضبوط تعلق ہے۔

اہل سنت والجماعت اس بات کا صدق دل سے اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی رسالت کی تصدیق کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ بلکہ اس کے بغیر ایمان کا وجود بھی نا مکن ہے۔ لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کی خبر دی ہے اس کی تصدیق ضروری ہے۔ ایمان کی تکمیل میں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے جن چیزوں کے کرنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے یا جن کے ارتکاب کے بارے میں ڈرایا دھمکایا ہے ان کو نہ کرنا بھی ایمان کا تقاضہ ہے اور اللہ کی عبادت اس ڈھنگ سے کرنا جس ڈھنگ سے اللہ کے رسول ﷺ نے کر کے بتلا دی ہے مراد یہ کہ مشروع طریقہ پر عبادت بھی ایمان کے اجزائے ترکیبی میں سے ایک اہم عنصر ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی اولاد آپ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتی، خواہ وہ آپ ﷺ کے اعزہ واقارب ہی کیوں نہ ہوں یا آپ ﷺ کے رفقاء واصحاب میں سے ہی کیوں نہ ہوں چاہے وہ قدر ومنزلت یا عزوشرف کی اوج ثریا پر ہی کیوں نہ پہنچ جائیں لیکن رسول اللہ کی ہر بات واجب الاتباع ہے اور ان کا قول لیا بھی جا سکتا ہے اور اگر اجماع کے خلاف ہے تو رد بھی کیا جاسکتا ہے۔

کیا اہل سنت والجماعت صرف اور صرف اس لئے نشانہ تنقید بنے ہوئے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے متبع اور پیروکار ہیں انہوں نے اتباع سنت رسول ﷺ کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور اس کے علاوہ سے انہوں نے بے نیازی کا مظاہرہ کیا ہے۔

آخر میں ہم قارئین کرام سے اتنا ضرور عرض کریں گے اور شیعہ حضرات سے اتنی گزارش کرنے کی جسارت ضرور کریں گے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر ان کے ہم رکاب ہو جائیں اور رسول اللہ ﷺ کو اپنا اسوہ اور نمونہ قرار دے کر ان کے علاوہ کسی اور کے بن کر نہ رہیں کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ اپنے خاندان اور اولاد کے بھی امام ہیں لہٰذا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ان کی اولاد کے بعض افراد کو کیوں آپ منصب امامت کے پر فائز کرنے کے درپے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ کیونکہ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی میں ہی نجات و کامیابی کا راز پنہاں ہے اور اس اختلاف کے بارے میں بحث ومباحثہ سے کوئی حاصل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امامت کن لوگوں کو ملی ہے اور کون لوگ اس کے حق دار ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کون کون لوگ امام ہو کر اس دنیا میں آئے اس قسم کی بیجا باتیں ختم کرو اور امام اعظم محمد ﷺ کی اتباع اور پیروی کو اپنا شعار بناؤ۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اور ہمیں رسول اللہ کی اتباع کی توفیق دے۔ اور قیامت کے دن آپ کی معیت نصیب فرمائے۔ آپ متقیوں کے سردار اور رسولوں کے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ عنقریب قیامت کو ہم سے سوال کرے گا کہ کیا آپ نے رسول اللہ کی اتباع کی تھی اس وقت ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔

............*

اہل سنت کی نگاہ میں قرآن حکیم کا مقام

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم قرآن حکیم کے بارہ میں اہل سنت واجماعت کا اعتقاد مختصر طورر پر بیان کردیں تاکہ قرآن کریم کے بارے میں ان کے خیالات وافکار معلوم ہوسکیں۔

- ❀ قرآن کرم اللہ عزوجل کا کلام مبارک ہے۔
- ❀ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کو کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا ان کے افکار اور نظریات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔
- ❀ قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔
- ❀ قرآن کریم شفاء ہے۔
- ❀ قرآن کریم مواعظ وعبرت، ذکر وفکر، حکمت ومعرفت کا گنجینہ ہے۔
- ❀ قرآن کریم علم وہدایت کا سرچشمہ ہے۔
- ❀ قرآن کریم مخزن رحمت ہے۔
- ❀ قرآن کریم سراپا نور ہے۔
- ❀ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ ہے
- ❀ قرآن کریم کو تمام جہانوں کے لیے حجت بنایا گیا ہے۔
- ❀ قرآن کریم نبی رحمت ﷺ کا معجزۂ کبریٰ ہے۔
- ❀ قرآن کریم کی تلاوت وقراءت عبادت ہے۔
- ❀ قرآن کریم کی آیات میں تدبر وتفکر قربِ الٰہی کا موجب ہے۔
- ❀ قرآن کریم میں کمی بیشی کا مرتکب کفر کا مرتکبہے۔

❀ قرآن سے اہل سنت کے لگاؤ کو بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ ان کے بڑے اور چھوٹے، بچے اور بوڑھے اس کو زبانی یاد کرتے یا کم ازکم اس کی تلاوت کرتے ہیں بلکہ وہ اس پر عمل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں ان میں اس پر عمل پیرا ہونے کا داعیہ پایا جاتا ہے اور ان کے یہاں تفسیر قرآن کے اصول میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی قرآن سے تفسیر کی جائے گی۔اس کے بعد سنت رسول کی طرف رجوع کیا جائے گا۔آخر میں خلاصہ عرب کو دیکھیں گے۔

ہماری آپ سے اتنی گزارش ضرور ہے کہ آپ قرآن کریم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں کیونکہ قرآن کریم وعظ وارشاد اور فصاحت وبلاغت کی اوج کمال کو پہنچا ہوا ہے اگر اس میں تدبر اور تفکر سے کام لیا جائے اور عقل سلیم کے دروازے واکر کے اس کی تلاوت کی جائے تو اس کے اَوامر ونواہی کی صراحت اور اس کے اسلوب بیان کی وضاحت سے ضرور محظوظ ہوا جاسکتا ہے

ہماری آپ کی خدمت میں مخلصانہ عرض ہے کہ آپ بھی رسول اللہ ﷺ کے قافلہ میں شامل ہوکر ان کے ہمرکاب ہوجائیں تاکہ آخرت میں نجات وفلاح کے حق دار بن کر سرخرو ہوسکیں۔

کیونکہ اگر قیامت کے دن اس بارے میں تم سے سوال کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کی صورت میں حجت اور دلیل تمہارے سامنے موجود ہوگی رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی تمہارے لئے نمونہ ہے آپ ہی امام وپیشوا ہے اگر نبی کریم ﷺ کی اقتداء اور اتباع کا التزام کریں گے تو نجات پائیں گے۔

اللّٰھم انا نسالك ان تجمعنا بالحبيب ﷺ فی جنات النعيم وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

✻......✻......✻

آخری گزارش

قارئین کرام! اہل بیت رسول ﷺ کے مناقب اور فضائل کے بارے میں میرا علمی سفر اختتام پذیر ہوا، درحقیقت اہل بیت اور صحابہ کرام کی اچھائیوں، خوبیوں، کارناموں، بھلائیوں اور تعریفوں کا سلسلہ نہ ختم ہوا ہے اور نہ کبھی ختم ہوگا علاوہ ازیں اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان تعلقات کے بارے میں دفتر کے دفتر سیاہ ہو جائیں پھر بھی حق ادا نہیں ہوسکتا لہٰذا میرا سفر تمام ہو گیا مگر کام ابھی باقی ہے۔

قلم و قرطاس کی اس جولانی سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ میں نے اہل سنت والجماعت کے نزدیک آل بیت رسول ﷺ کے حقوق کے بارے میں آپ کے سامنے ایک مختصر سا خاکہ پیش کر دیا ہے کیونکہ بہترین کلام تو وہ کلام ہے جو مختصر اور جامع ہو۔

ہم قارئین کرام سے گزارش کریں گے کہ ہمیں، حقائق ان کے مصادر سے نکالنا چاہیے پھر ان کو معارضین کے سامنے مدلل طور پر پیش کرنا چاہیے تا کہ حق اور باطل فرق کیا جائے ہمیں اتحاد و اتفاق کی غرض سے علمی انداز میں پوری تحقیق کے ساتھ باطل کا دندان شکن جواب دینا چاہیے۔ فرقہ وارانہ فسادات کی جڑ کاٹ کر امن آشتی کی فضا ہموار کرنی چاہیے اور مثبت کردار سے امت مسلمہ کو یہود و نصاریٰ کے مقابلہ کے لیے تیار کرنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔

ہماری قارئین کرام سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ ہم اختلاف کے بجائے دعوت دین چار دانگ عالم تک پہنچانے کے لئے متحد ہو جائیں۔ فرقہ بازی اور جماعت سازی جو امت اسلامیہ کے اقدام کو ڈگمگانے آپس میں اختلاف و انتشار کی چنگاری بھڑکا کر ایک دوسرے

کو بدظن کرنے کے درپے ہیں۔

آیئے! ہم آپ کو اہل بیت رسول اور اصحاب رسولؐ کی محبت کی دعوت دیتے ہیں۔ جو نمو بازی اور انتہا پسندی سے پاک ہو اسی سے دنیا و آخرت کی کامرانی وابستہ ہے۔‘‘

............*

عرض مترجم

الحمد لله الواحد الاحد، الفرد الصمد، الذی لم یلد ولم یولد، ولم یکن له کفؤاً احد، والصلاة والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین، المبعوث رحمةً للعالمین، سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین وبعد

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

یہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے ساری کائنات کو عدم سے وجود بخشا ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا﴾

(الانسان: ۱)

بلاشبہ انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جبکہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس مخلوق کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے وجود بخشا ہے تاکہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے اور اسی کے سامنے انکساری اور خاکساری کا مظاہرہ کیا جائے۔کسی بندہ کی سعادت کا بلند ترین مقام یہ ہے کہ اسے اللہ کی صحیح معرفت نصیب ہو جائے اور اللہ کی ذات پر کامل ایمان کی توفیق مل جائے۔بلاشبہ بندے کا رب کریم کی معرفت کے حصول کی تگ ودو کرتے رہنا، اس کی زندگی کی معراج ہے اور اس کے وجود کا نقطۂ ارتکاز ہے کیونکہ قبر میں سب سے پہلے معرفت الٰہی کے بارے میں سوال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو عدم سے وجود بخشا ہے اوراس میں اپنی نعمتوں کی بارش فرمادی ہے اس نے ہرجاندار کے رزق کی کفالت اپنے ذمہ لے لی ہے اِرشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُھَا﴾ (ھود:٦) مراد یہ ہے کہ زمین پر چلنے والی ہر مخلوق خواہ انسان ہو یا جن، چرند ہو یا پرند، چھوٹی ہو یا بڑی، بحری ہو یا بری، ہرایک کواس کی نوعی یا جنسی ضروریات کے مطابق اللہ تعالیٰ خوراک مہیا کرتا ہے۔ ہمارا رب کریم خلق، تدبیر، اوررزق جیسی صفات میں منفرد ہے وہ عدم سے وجود بخشنے والا، معاملات کی منصوبہ بندی کرنے والا اور ہمہ قسم کی خوراک بہم پہنچانے والا ہے﴿اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾ (الاعراف:٥٤) ''خالق اور حاکم ہونا اللہ ہی کولائق ہے جو برکت والا جہانوں کا رب ہے''۔اللہ تعالیٰ کی ذات وحدانیت میں منفرد ہے اس کا کوئی شریک یا شبیہ اورمثیل نہیں اور کائنات کے تمام امورکی زمام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی ذات قوی اور غالب ہے اور تمام گردنیں اس کے سامنے جھکی ہوئی ہیں کیونکہ اللہ کی ذات اپنی مخلوق پر غالب اور برتر ہے۔ بڑے سے بڑے جابراورسفاک اس کے سامنے بے بس ہیں وہ ہرچیز پر غالب ہے ہم تمام کے تمام اور کائنات کی ساری مخلوق اس کی مطیع اورفرمانبردار ہے اللہ کی ذات اپنے ہرکام میں حکیم ہے اوروہ ہرچیز سے باخبر ہے اورکون غیرمستحق؟ لہٰذا اس کو یہ بات ناگوار ہے کہ اس کے علاوہ کسی اورکی عبادت کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنۡکُمۡ وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِہِ الۡکُفۡرَ وَاِنۡ تَشۡکُرُوۡا یَرۡضَہُ لَکُمۡ﴾ (الزمر:٧) اگرتم ناشکری کروگے تو یادرکھو(اللہ تعالیٰ تم سب سے بے نیاز ہے اوروہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں ہوتا اورگرتم شکرکروتو وہ، اسے تمہارے لئے پسند کرے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں اپنی وحدانیت پر دلالت کرنے والی کوئی نہ کوئی نشانی ضروررکھی ہے تاکہ بندے کا اللہ تعالیٰ سے قلبی تعلق استوارر ہے اللہ کی کھلی نشانیوں میں سے دونشانیاں رات اوردن کی آمدورفت ہے جوایک دوسرے کے تعاقب

میں رواں دواں ہیں رات آتی ہے اور دن رخصت ہو جاتا ہے اور دن کے آتے ہی رات کی بساط سمٹ جاتی ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے آگے پیچھے رواں دواں ہیں اور دونوں تیزی سے ایک دوسرے کا پیچھا کر رہے ہیں۔ یہی چیز ہمیں اللہ کی وحدانیت کا درس دیتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا﴾ (الاعراف: ٥٤)

''اللہ تعالیٰ رات سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے۔''

چنانچہ سورج اور چاند ہی کو لے لیجئے یہ دونوں اپنے اپنے مدار میں چکر کاٹتے رہتے ہیں مجال ہے کہ اپنی راہ سے ذرہ برابر ادھر ادھر ہو جائیں۔ مدسورج اور چاند کا مقررہ جگہ سے آغاز کرنا اور مقررہ جگہ پر اپنی سیر ختم کرنے کے عمل سے سائنس دان حیرت زدہ ہیں کی عقلیں دنگ ہیں ایک طلوع ہوتا ہے تو ایک غروب ہوتا ہے دونوں کی ایک مقرر راہ ہے جس پر بڑے منظّم طریقہ سے وہ رواں دواں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَسْبَحُوْنَ﴾ (یٰس: ٤٠)

''نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو آلے اور نہ رات دن سے بڑھ جانے کی سکت رکھتی ہے اور سب کے سب اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔''

ذرا زمین کو دیکھ لو کہ کیسے ہمارا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے اور ذرا آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ کہ کیسے ہم پر سایہ فگن ہے گویا یہ چیزیں قدرت کی بے مثال کاریگری اور صناعی کا مظہر ہیں اور اس کی تدبیر کی عجیب منہ بولتی تصویریں ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ﴾ (لقمان: ١١)

''یہ ہے اللہ کی پیدا کردہ چیزیں، اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کی مخلوق تو

دکھاؤ۔‘‘

ہماری علماء امت سے دردمندانہ اپیل ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے آشنا کرانے میں اپنے آپ کو کھا دیں اور دعوت دین میں تن من دھن کی بازی لگا دیں آج اشد ضرورت ہے کہ امت مسلمہ کو دین کے اصول ومبادی سے آشنا کرایا جائے۔اس میں عقیدۂ توحید کو پہلے نمبر پر پیش کیا جائے کیونکہ اسی عقیدہ کی درستگی میں انسان کی سعادت مندی اور کامرانی کا راز مضمر ہے اسی پر دین اسلام کی بنیاد قائم ہے اور یہی سارے اعمال کی اساس ہے حتیٰ کہ تمام عبادات کی قبولیت کا دارومدار توحید پر ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد: ۱۹)

’’اے نبی ﷺ آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔‘‘

انسان کو اسی عقیدۂ توحید پر قائم رہنا چاہئے کیونکہ توحید الٰہی اور اطاعت الٰہی ہی مدار خیر ہے اور اس سے انحراف ارشر ہے۔لہٰذا توحید ہی اللہ کے دین حنیف کی بنیاد اور روح ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَ هُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۝﴾ (آل عمران:۸۵)

’’جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرتا ہے اس کا دین قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔‘‘

اس پر آشوب دور میں آئے روز نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں امت اسلامیہ پر باطل کی یلغار ہے، فتنہ وفساد کے منڈلا رہے ہیں اس کے گھٹا ٹوپ اندھیرے نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جو ان فتنوں کی جانب متوجہ ہوا۔ وہ عقیدے واخلاق اور معاشرت وسلوک کے اعتبار سے پچھلی صف میں ہوگا۔

آپ نے فرمایا فتنے اندھیری رات کی طرح وجود پذیر ہوں گے آدمی ایمان کی حالت

میں صبح کرے گا اور شام کو کافر ہوگا یا شام تو ایمان کی حالت میں کرے گا لیکن صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو حقیر دنیاوی متاع کے بدلے فروخت کرڈالے گا۔

فرزندان اسلام! لائق صد ستائش ہیں وہ لوگ جو دین ایمان پر قائم ہیں اور باعث سعادت ہیں وہ لوگ جو سنن نبوی اور احکام الٰہی پر کاربند ہیں اسلام کے قائم کردہ تابندہ نقوش کو اجاگر کرنا جن کا شیوۂ زندگی ہے۔ عادات واطوار اور رسوم ورواج کی رو میں وہ حق سے بالشت بھر منحرف ہونا گوارا نہیں کرتے اور نہ ہی بدعات وخرافات کے بھنور میں پھنس کر جادۂ حق سے پیچھے ٹھنے کو پسند کرتے ہیں ابوثعلبہ خشنیؓ سے یہ فرمان رسول مروی ہے۔

ایک ایسا دور آنے والا ہے جس میں دین پر عمل پیرا ہونا سلگتے ہوئے انگاروں کو ہتھیلی پر رکھنے کے مترادف ہوگا چنانچہ اس عہد میں ایمان پر ثابت قدم رہ کر عمل پیرا ہونے کا ثواب ۵۰ آدمیوں کے عمل کے برابر ہوگا پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا واقعی اس عمل کا ثواب ۵۰/ آدمیوں کے عمل کے برابر ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اجر ۵۰ آدمیوں کے عمل کے برابر ہوگا أخرجه ابوداؤد

محترم بھائیوں! میں اس گروہ کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں جس نے لاپرواہی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور برائی کا چوغا زیب تن کر رکھا ہے۔ رذائل پر عمل کرنا ان کی فطرت ثانیہ اور ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن چکی میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم گمراہی، بے راہ روی، اور برائی پر مصر ہونا فرمانیوں اور گناہوں پر ڈٹے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کرنے پر آمادہ ہو! کیا تم کو موت کا خوف نہیں اس ذات باری کا ولحاظ رکھو جس نے ڈرایا بھی ہے اور دھمکی بھی دی ہے اور بارہا شدت کا لہجہ اختیار کرکے قہریت کا ثبوت بھی پیش کیا ہے میرے بھائیو نبی اکرم ﷺ کے سامنے حوض کوثر پر سے دھتکارے جانے اور جام کوثر کی سیرابی سے محروم رہ جانے کا بھی خیال کرو۔''

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''میں حوض

کوثر پر کھڑا تم لوگوں کا انتظار کر رہا ہوں گا ، کچھ لوگوں کو میرے سامنے سے ہٹایا جا رہا ہوگا اوران کو حوض کوثر پر آنے سے روکا جا رہا ہوگا میں کہوں گا ، الٰہی یہ میرے امتی ہیں ۔ کہا جائے گا آپ ﷺ کو کیا معلوم ان لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا گل کھلائے ہیں ان انہوں نے آپ ﷺ کے بعد روگردانی اختیار کی اور اسلام سے دور ہوتے گئے اور میں کہوں گا ان کو میری نظروں سے دور کرو ! جنہوں نے میرے بعد دین اسلام بگاڑ ڈالا (متفق علیه)

محترم بھائیو! قابل تعجب ہے وہ دل جس پر تذکرۂ حق کے وقت خشیت طاری نہ ہو لائق حیرت ہے وہ آنکھ جو ندامت وحسرت سے بہہ نہ پڑے! لائق افسوس ہے وہ نفس جو خوف الٰہی سے لرزہ بَراندام ہو کر حق کی طرف راغب نہ ہو لہٰذا میرا تمام مسلمان بھائیوں کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ ہم مولائے کریم کے روبرو گڑگڑا کر اس کے رحم وکرم کی استدعا کریں ,سیاہ کاریوں پر نادم اور پشیماں ہو کر فوراً توبہ کریں , ہر حال میں اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور ہر وقت اللہ کے سامنے دست سوال دراز کرتے رہا کریں ۔ خواہ خوف و ہیبت کا عالم ہو یا خوشی ومسرت کا ، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے وہ مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

آخر میں اپنے بھائی عبدالجلیل ابوساریہ کا ازحد ممنون ہوں کہ جن کی ذات اس عمل کی اصل محرک ہے اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنا انہیں کی خواہش تھی ہم ان کا اور دارالعلوم الندویہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اس عمل کو اپنی رضا اور خوشنودی کے لئے قبول فرمائے بھائی عبدالجلیل ابوساریہ کو کار خیر میں مزید حصہ لینے کی توفیق عطاء فرمائے ۔ دارالعلوم الندریہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے اور ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے اور اس عمل کو امت مسلمہ کے لئے عموماً اور میرے والدین ، اساتذہ اور اولاد کے لیے خصوصاً صدقہ جاریہ بنادے ۔ (آمین)

تــامــل فــی الــوجــود بــعیــن فــکــر
تـــری الـــدنیـــا الـــدنیة کـــالـــخیـــال
ومــن فیهـــا جــمیــعـــا ســوف یفنــی
ویبـــقـــیٰ وجـــه ربك ذوالـــجـلال

اسـال اللّٰہ سبحانه وتعالیٰ ان یزیدنا نوراً ویشرح به صدورنا بما فیهامن الـحـجـج والبـراهیـن الساطعه، لنعلمٗ اننا علی المحجة البیضاء لیلها کنهارها، لایزیغ عنها الاهالك ﴿قدجاء کم بصائر من ربکم فمن ابصر فـلنفسه ومن عمی فعلیها وما انا علیکم بحفیظ﴾ (الانعام: ۱۰٤) واساله سبـحـانـه وتعالیٰ ان ینفع به، وان یجعل اعمالنا خالصة لوجهه الکریم لـنفوز بسعادة الدارین وهو حسبنا وولینا وهو نعم المولیٰ ونعم النصیر وصلی اللّٰہ وسلم علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آله واصحابه وسلم تسلمیاً کثیرًا.

❋......❋......❋